زینب

لجنہ اماء اللہ ناروے

جنوری تا مارچ 2024ء

رسول کریم ﷺ
بحیثیت منصف اعظم

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی زندگی کے چند ایمان افروز واقعات

رمضان کا مبارک مہینہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

ایل۔ایس:1161

تاریخ: 2.5.2024

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ، ناروے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی طرف سے رسالہ " زینب " شمارہ ماہ اکتوبر تا دسمبر 2023 موصول ہوا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

رسالہ میں اردو اور نارویجن دونوں زبانوں میں معیاری مضامین شامل کئے گئے ہیں۔ ان میں دینی علمی معلومات، لجنہ اماء اللہ کی نئی صدی میں اہم ذمہ داریاں، سیرتِ مبارکہ خواتین خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے حالاتِ زندگی شامل اشاعت ہیں۔ دعا ہے خلاصہ خطبہ جمعہ، واقفات اور واقفین کی کلاس کے سوال و جواب نیز ناصرات کارنر میں تعلیمی اور تربیتی مضامین سے سب لجنہ اور ناصرات فیضیاب ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ شعبہ اشاعت کی محنت سے کی گئی کاوش کو قبول فرمائے اور ترقیات عطا فرمائے۔ آمین

تمام لجنہ و ناصرات کو میرا محبت بھرا سلام پہنچادیں۔

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

فہرست مضامین

اداریہ	۲
القرآن الکریم	۳
پاکیزہ منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	۴
خلاصہ خطبہ جمعہ	۵
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحیثیت منصفِ اعظم	۷
حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے چند ایمان افروز واقعات	۹
تنظیم لجنہ اماءاللہ	۱۱
رمضان کا مبارک مہینہ	۱۲
عیدالفطر	۱۵
حضرت سیّدہ سرور سلطان صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۶
صحت کارنر	۱۸
پکوان	۱۹
دھنک کے رنگ آپ کے سنگ	۲۰
واقفات کارنر	۲۱
ناصرات کارنر	۲۵

مجلس ادارت

امیر جماعت ناروے
محترم چوہدری ظہور احمد صاحب

صدر لجنہ اماءاللہ
محترمہ انعم سحر اسلام صاحبہ

نیشنل سیکرٹری اشاعت
محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ

نائبہ سیکرٹری اشاعت
صدیقہ وسیم

مدیرہ حصہ نارویجن
شائستہ باسط

پروف ریڈنگ حصہ اردو
صدیقہ وسیم
فہمیدہ مسعود
امتہ المنان ندیم صبا

گرافک ڈیزائنر
ضویا سامہ شاہد
ماہ رخ احمد فوزی

پرنٹنگ
شمسہ خالد

شائع کردہ
شعبہ اشاعت لجنہ اماءاللہ ناروے

Baitun Nasr Moske
Søren Bulls vei 1
1051 Oslo
Kontakt@ahmadiyya.no

اداریہ

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتْ وَبَشِّرِالصَّابِرِيْنَ۔

(سورۃ البقرہ آیت156

ترجمہ: اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:"اس میں اللہ تعالیٰ نے پانچ قسم کے ابتلاؤں کا ذکر فرمایا ہے اور کہا ہے کہ ہم اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تم ان ابتلاؤں میں سے گزرے بغیر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ایک ابتلاء تو یہ ہوگا کہ دشمنوں کے حملوں کا خوف تمہیں لاحق ہوگا ساری قومیں تمہارے خلاف کھڑی ہو جائیں گی اور تم پر حملہ کریں گی حکومتیں تم سے ناراض ہو جائیں گی اور تمہیں مٹانے کی کوشش کریں گی یہ چیزیں ایسی ہیں جس پر بزدل لوگ ڈر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا جانے اب کیا ہوگا بہت سے لوگوں کے حوصلے اس خوف کی وجہ سے پست ہو جاتے ہیں اور اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ ابتلاء ادنیٰ لوگوں پر بھی آتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں پر بھی آتے ہیں۔ پھر فرمایا:"یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ ادنیٰ درجہ کے لوگوں پر جب ابتلاء آتے ہیں تو وہ اس لیے آتے ہیں تا انہیں معلوم ہو جائے کے ان کی ایمانی حالت کیسی ہے۔جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اندر فلاں فلاں نقص باقی ہے اور وہ اسے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو رفتہ رفتہ کمال کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں پر اس لیے آتے ہیں تا کہ دوسروں کو معلوم ہو جائے کہ ان کی حالت کیسی ہے وَبَشِّرِالصَّابِرِينَ وہ لوگ جو ان تمام ابتلاؤں کو برداشت کرلیں گے اور ایمان پر مضبوطی سے قائم رہیں گے ان کو کوئی ڈر نہیں۔" (تفسیر کبیر جلد اول و دوئم سورہ البقرہ صفحہ 194-195)

رمضان کا لفظ بھی رمض سے نکلا ہے جس کے معانی عربی زبان میں سوزش اور جلن کے ہیں یہ مہینہ بھی ہم سے ہر قسم کی قربانی کا تقاضا کرتا ہے اس میں بھوک بھی ہے پیاس بھی ہے جذبات کی قربانی بھی ہے نیند اور آرام کی قربانی بھی ہے اور مالی قربانی بھی ہے یہ سارا مہینہ ہم سے ہر قسم کی قربانیاں چاہتا ہے جو اس میں استقامت دکھاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت کی خاطر تمام بھوک پیاس کو برداشت کرکے دکھ اٹھاتا ہے۔ہر قسم کی قربانی بشاشت سے کرتا ہے تو پھر اس کے لیے بھی بشارت ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "رمضان ایک خاص اہمیت رکھنے والا مہینہ ہے جس شخص کے دل میں اسلام اور ایمان کی قدر ہوتی ہے وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ ضرور محسوس کرتا ہے۔ کتنی ہی صدیاں ہمارے اور محمد ﷺ کے درمیان گزر جائیں کتنے ہی سال ہمیں اور ان کو آپس میں جدا کرتے چلے جائیں لیکن جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان صدیوں اور سالوں کو اس مہینہ نے لپیٹ لپاٹ کر چھوٹا سا کر کے رکھ دیا ہے اور ہم محمد ﷺ کے قریب پہنچ گئے ہیں چونکہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس لیے یوں معلوم ہوتا ہے اس تمام فاصلہ کو سمیٹ سماٹ کر ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب کر دیا ہے وہ بُعد جو ایک انسان کو خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے وہ بُعد جو ایک مخلوق کو اپنے خالق سے ہوتا ہے وہ بُعد جو ایک کمزور اور نالائق ہستی کو زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے سے ہوتا ہے وہ یوں سمٹ جاتا ہے جیسے وہ یوں غائب ہو جاتا ہے مٹ جاتا ہے جیسے سورج کی کرنوں سے رات کا اندھیرا۔یہی وہ حالت ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے: **اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّی قَرِیْبٌ۔**

(تفسیر کبیر جلد اول دوم صفحہ 393/394)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم سب اللہ تبارک و تعالیٰ کے تمام حکموں پر لبیک کہنے والے اور ہر قسم کی قربانی خواہ وہ جانی ہو مالی ہو یا نفس کی خوش دلی سے کرنے والے اور آزمائش کے ہر امتحان میں پورا اترنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

القرآن الکریم

وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا (سورۃ النساء:70)

ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

حدیث نبوی ﷺ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُ مَّۃِ عَلیٰ رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِ یْنَھَا۔ (حدیقۃ الصالحین: صفحہ 930 ایڈیشن 2003ء)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایسا مجدّد بھیجے گا جو اس اُمّت کے دین کی تجدید کرے گا۔ یعنی امّت میں جو بگاڑ پیدا ہو گا اس کی اصلاح کرے گا اور دین کی رغبت اور اس کے لیے قربانی کے جذبہ کو بڑھا دے گا۔

کلام امام الزّماں علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”تمہارے لیے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اسکی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لیے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اس کو پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہیے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو، بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لیے بلاتا ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا جو اس کی خدمت بجالائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لیے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقعہ دیتا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 497-498)

دنیا کی حرص و آز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں
نقصاں جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں
زر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگاتے ہیں
ہوتے ہیں زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہیں

(از درثمین ص: 11 : ایڈیشن: 1996ء)

پاکیزہ منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وہ آیا منتظر جس کے تھے دن رات
معمّہ کھل گیا روشن ہوئی بات

دکھائیں آسماں نے ساری آیات
زمیں نے وقت کی دیدیں شہادات

پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات
خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات

خدا نے اک جہاں کو یہ سنا دی
فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مسیح وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

خدا کا ہم پہ بس لطف و کرم ہے
وہ نعمت کون سی باقی جو کم ہے

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

ظہور عون و نصرت دمبدم ہے
حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے

سنو اب وقت توحید اتم ہے
ستم اب مائل ملک عدم ہے

خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی
فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین ص:56-57:ایڈیشن:1996ء)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 24مارچ 2023ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا: تشہد، تعوذ، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الجمعہ کی آیات 3 تا 4 کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ان آیات کا ترجمہ ہے کہ ”وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور ان ہی میں سے دوسروں کی طرف بھی اسے مبعوث کیا ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے اور وہ کامل غلبے والا اور صاحبِ حکمت ہے۔

23مارچ کا دن جماعت احمدیہ میں یومِ مسیح موعود کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کل 23مارچ تھی۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے اور رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق زمانے کے امام مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ 23مارچ 1889ء کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لدھیانے میں بیعت لے کر مخلصین کی جماعت قائم فرمائی۔ سورۃ الجمعہ کی جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق کے آنے اور اس کے ذریعے ایک جماعت کے قیام کی خوش خبری دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بھی دیگر آیات اور احادیث میں یہ خوش خبری موجود ہے۔ اس وقت میں ان آیات کی وضاحت اور آنے والے مسیح موعود کے زمانے کی مختلف نشانیاں جو بیان ہوئی ہیں ان کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں بیان کروں گا۔ اسی طرح آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کو بھی مختصر طور پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں پیش کروں گا۔

ان آیات کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا وہ خدا ہے جس نے ایسے وقت میں رسول بھیجا کہ لوگ علم اور حکمت سے بے بہرہ ہو چکے تھے۔ عُلومِ حکمیہ دینیہ جن سے تکمیلِ نفس ہو اور نفوسِ انسانی اپنے کمال کو پہنچے بالکل گم ہو گئے تھے۔ تب ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے اپنا رسول اُمّی بھیجا اور اس رسول نے ان کے نفسوں کو پاک کیا اور علم الکتاب اور حکمت سے ان کو مملو کیا یعنی نشانوں اور معجزات سے مرتبہ یقینِ کامل تک ان کو پہنچایا۔ پھر فرمایا: ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہو گا وہ بھی اول تاریکی و گمراہی میں ہوں گے تب خدا ان کو بھی صحابہ کے رنگ میں لائے گا۔ یہاں تک کہ ان کا صدق اور یقین بھی صحابہ کے صدق اور یقین کی مانند ہو جائے گا۔ حدیثِ صحیح میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس حدیث کے وقت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: لَوْ كَانَ الْاِ يْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُل من فارس

اس زمانے کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا یہی وہ زمانہ ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ یہ فارسی الاصل وہی ہے جس کا نام مسیح موعود ہے۔ فرمایا: اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کمال ضلالت کے بعد ہدایت اور حکمت پانے والے اور آنحضرت ﷺ کے معجزات اور برکات کو مشاہدہ کرنے والے دو ہی گروہ ہیں اول صحابہ اور دوسرا گروہ جو مانند صحابہ ہیں وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گروہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ بھی آنحضرت ﷺ کے معجزات کو دیکھنے والا ہے۔ آج کل ایسا ہی ہوا ہے۔ چنانچہ تیرہ سو برس بعد آنحضرت ﷺ کے معجزات کا دروازہ کھل گیا ہے اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے کہ خسوف و کسوف رمضان میں موافق حدیث دار قطنی اور فتاویٰ ابنِ حجر کے ظہور میں آگیا۔ پھر ذوالسنین ستارہ بھی جس کا نکلنا مہدی اور مسیح موعود کے وقت میں بیان کیا گیا تھا ہزاروں لوگوں نے نکلتا ہوا دیکھ لیا۔ ایسا ہی جاوا کی آگ بھی ہزاروں لوگوں نے مشاہدہ کی۔ ایسا ہی طاعون کا پھیلنا اور حج سے روکے جانا بھی سب نے بچشم خود مشاہدہ کر لیا۔ ملک میں ریل کا تیار ہونا اور اونٹوں کا بے کار ہونا یہ سب آنحضرت ﷺ کے معجزات تھے جو اس زمانے میں اسی طرح دیکھے گئے جیسے صحابہ نے معجزات کو دیکھا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ جلّ شانہٗ نے اس آخری گروہ کو مِنْھُم کے لفظ سے پکارا تا کہ یہ اشارہ کرے کہ معائنہ معجزات میں یہ بھی صحابہ کے رنگ میں ہیں۔ سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاجِ نبوت کا کس نے پایا ہے۔ ہماری جماعت کو کئی وجوہ سے صحابہ کی جماعت سے مشابہت ہے۔ وہ خدا کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسے صحابہ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کی لعن طعن، ہنسی، ٹھٹھے اور بدزبانی اور قطع رحم کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اٹھایا۔ وہ خدا کے نشانوں اور آسمانی مدد سے پاک زندگی حاصل

کرتے جاتے ہیں جیسے صحابہ نے حاصل کی۔بہتیرے ان میں سے ہیں کہ نمازمیں روتے ہیں اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ روتے تھے۔بہتیرے ان میں سے وحی والہام سے مشرف ہوتے ہیں جیسے صحابہ ہوتے تھے۔جیسے یہ جماعت صحابہ سے مشابہ ہے ویسے ہی وہ شخص جو اس جماعت کا امام ہے وہ آنحضرت ﷺ سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے مہدی معہود کی یہ صفت بیان فرمائی کہ وہ آپ ﷺ سے مشابہ ہوگا۔دو مشابہت اس کے وجود میں ہوں گی ایک مشابہت حضرت مسیحؑ کے وجود سے جس کی وجہ سے وہ مسیح کہلائے گا اور دوسری مشابہت آنحضرت ﷺ سے جس کی وجہ سے وہ مہدی کہلائے گا۔اپنے دعویٰ کی نسبت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ نے زمانے کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمانے کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گناہ سے بھرا ہوا دیکھ کر تبلیغ حق اور اصلاح کے لیے مجھے مبعوث فرمایا۔اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔تب میں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو تجدیدِ دین کے لیے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں۔تا وہ ایمان جو زمین پر سے اٹھ گیا ہے اسے دوبارہ قائم کروں۔

آنے والے مسیح موعود آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں اس کی کیا دلیل ہے؟ اس حوالے سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ جس زمانے اور جس ملک اور جس قصبے میں مسیح موعود کا ظاہر ہونا قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور جن افعالِ خاصّہ کو مسیح کے وجود کی علّتِ غائی ٹھہرایا گیا ہے اور جن حوادثِ ارضی وسماوی کو مسیح موعود کے ظاہر ہونے کی علامات ٹھہرایا گیا ہے اور جن عُلوم ومعارف کو مسیح موعود کا خاصّہ ٹھہرایا گیا ہے وہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے مجھ میں اور میرے زمانے میں اور میرے ملک میں جمع کر دی ہیں۔ **سلسلہ کی ترقیات کے متعلق آپ علیہ لصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ** آج سے تیئیس برس پہلے براہینِ احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے کہ لوگ کوشش کریں گے کہ اس سلسلے کو مٹادیں۔ہر ایک مکر کام میں لائیں گے مگر خدا تعالیٰ اس سلسلے کی تائید ہمیشہ فرمائے گا۔حضورِانور نے فرمایا آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے براہینِ احمدیہ میں فرمایا تھا کہ فصاحت وبلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کیے گئے۔اس نشان کا ثبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں ہیں۔کئی کتابیں عربی بلیغ میں تالیف کر کے ہزار ہا روپے کے انعام کے ساتھ شائع کی گئیں لیکن کوئی مقابلے کے لیے نہ آیا۔دعا کی قبولیت کے نشانات کے حوالے سے حضورِانور نے طالبِ علم عبدالکریم ولد عبدالرحمٰن ساکن حیدر آباد دکن کی مثال پیش فرمائی کہ جو قادیان میں حصولِ تعلیم کے لیے آئے تھے اور انہیں سگِ دیوانہ نے کاٹ لیا تھا۔ہر ممکن علاج کی کوشش کے بعد جب معالجین نے مایوسی کا اظہار کر دیا تو ایسے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے نہایت درد کے ساتھ دعا کی اور اس موقعے پر قبولیتِ دعا کی خاص کیفیت بھی میسر آگئی چنانچہ کچھ ہی دیر میں اس طالبِ علم کی طبیعت سنبھلنا شروع ہوگئی اور چند دن کے اندر وہ بالکل ٹھیک ہوگیا۔حضورِانور نے ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی، غلام دستگیر قصوری اور چراغ دین جمونی کی مثالیں بھی پیش فرمائیں۔حضورانور نے فرمایا آج مسلمان اگر اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ جو مسیح ومہدی آنے والا تھا وہ آگیا ہے اور آنحضرت ﷺ کا حقیقی غلامِ صادق یہی ہے اور اس کی بیعت میں آنا آنحضور ﷺ کے حکم کے موجب ضروری ہے تو مسلمان دنیا میں اپنی برتری دوبارہ قائم کرلیں گے ورنہ ان کا یہی حال رہنا ہے جو ہے۔خطبے کے آخر میں حضورانور نے دنیائے احمدیت، پاکستان، برکینا فاسو اور بنگلہ دیش کے احمدیوں نیز دنیا کے تباہی سے بچنے کے لیے دعا کی تحریک فرمائی نیز الفضل انٹرنیشنل کے روزنامہ ہونے پر اسے پڑھنے اور خریدنے کی تحریک اور الفضل میں لکھنے والوں کے لیے دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے۔ (روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 27 مارچ 2023ء)

”لجنات حضور انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کریں۔
جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لیے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔“

رسول کریم ﷺ بحیثیت منصفِ اعظم

(راشدہ بٹ مجلس نوردرے فولو)

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال — وہ سب جمع ہیں آپ ﷺ میں لا محال

صفات جمال اور صفات جلال — ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال

لیا ظلم کا عفو سے انتقام

علیک الصلوٰۃ و علیک السلام

الٰہی تقدیر کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی بعثت سرزمینِ عرب میں ہوئی جہاں ہر قسم کی بے اعتدالی اور ظلم وتعدی کا دَوردورہ تھا۔آپ ﷺ نے ظلم وستم سے لبریز اس جزیرہ عرب کو عدل وانصاف کا گہوارہ بنا کر دنیا کے سامنے اسلامی ریاست کا ایک خوبصورت ماڈل پیش کیا۔جس میں ایک طرف مظلوم عورت کو ظلم سے رہائی دلوائی تو دوسری طرف مقہور غلاموں کو ان کے حقوق دلوائے ۔ آپ ﷺ نے انصاف کا آغاز گھر کی ابتدائی سطح سے کیا جس کے بعد محلہ،شہر ملک اور عالمی سطح پر انصاف قائم کر دکھایا۔گھریلو سطح پر آپ ﷺ نے والدین،اولاد،رشتہ داروں،بچوں عورتوں، بوڑھوں اور ہمسایوں کے حقوق قائم فرمائے تو معاشرے میں رنگ ونسل اور مذہب کی تمیز وتفریق دور کر کے معاشرتی،معاشی اور مذہبی ہر پہلو سے عدل وانصاف قائم کر کے دکھادیا۔انصاف کے علمبردار نے یہ اعلان کیا **اُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ** (الشوریٰ:16)
اے دنیا کے لوگو! میں تمہارے درمیان عدل قائم کرنے کے لیے مامور کیا گیا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ ﷺ کی سیرت کو اس انداز میں بیان فرمایا کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:22)
کہ تمہارے لیے اللہ کے رسول کی ذات اور سیرت اسوہ حسنہ ہے اللہ نے اس آیت میں جو بیان کیا کہ کامل نمونہ تمہارے لیے آپ ﷺ ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ آیت کس طرح آپ کی زندگی پر صادر آتی ہے کہ آپ ﷺ نے زندگی گزارنے کے ہر پہلو کے لحاظ سے ہمیں احسن نمونہ عطا کیا جو کہ بحیثیت منصفِ اعظم آپ ﷺ کی سیرت کے ہر ایک پہلو میں نمایاں نظر آتا ہے۔ان حسین پہلوؤں کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔چند ایک عدل وانصاف کے پہلو مندرجہ ذیل ہیں:۔

مذہبی امن کی خاطر اپنے حق کی قربانی ایک یہودی بازار میں سودا بیچ رہا تھا۔اُسے ایک مسلمان نے کسی چیز کی قیمت بتائی، جو اسے ناگوار گزری تو اُس نے کہا کہ اُس ذات کی قسم جس نے موسیٰؑ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی ہے۔اس بات پر مسلمان نے اس کو تھپڑ رسید کر دیا اور کہا کہ تم نبی کریم ﷺ پر موسیٰ کو فضیلت دیتے ہو۔یہودی نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے ابوالقاسم! ہم آپ ﷺ کی ذمہ داری اور آمان میں ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہے اور اس مسلمان نے مجھے تھپڑ مار کر زیادتی کی ہے۔ نبی کریم ﷺ اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا مجھے نبیوں کے درمیان فضیلت نہ دیا کرو۔ (بخاری کتاب الانبیاء باب وان یونس لمن المرسلین)

اس میں کیا شک ہے کہ نبی کریم ﷺ کو تمام انبیاء پر فضیلت حاصل ہے لیکن آپ ﷺ نے ایثار اور انکسار کو کام میں لاتے ہوئے احسان کے ساتھ یہی فیصلہ فرمایا کہ میری فضیلت کی بحث سے ماحول میں فتنہ وفساد پیدا کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ مدینہ کی اسلامی ریاست میں مسلمانوں کے مابین بھی عدل وانصاف کی شاندار مثالیں رقم ہوئیں۔ بطور نمونہ ایک مثال پیش ہے۔

مذہبی رواداری اور انصاف پر مبنی ایک اور واقعہ: حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ان کی پھوپھی ربیع بنت نضرؓ نے ایک لونڈی کا دانت توڑ دیا۔ لونڈی کے مالکوں نے اس کا معاوضہ مانگا۔(جو دس اونٹ تھا) ربیعؓ کے خاندان نے معافی طلب کی مگر لونڈی کے ورثاء نہ مانے۔ ربیعؓ کے بھائی انسؓ نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہماری بہن ربیعؓ کے دانت توڑے جائیں گے۔؟ نہیں! اس خدا کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس کے دانت ہر گز نہیں توڑے جائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ اے انسؓ! اللہ کا فیصلہ قصاص یعنی برابر کا بدلہ ہے۔ اس طرح آپ ﷺ نے اس مخلص انصاری کے خاندان سے اتنے گہرے تعلق کے باوجود عدل کا دامن نہیں چھوڑا۔ اگرچہ بعد میں یہ معاملہ باہم فریقین کی صلح کے نتیجے میں انجام پایا۔ (بخاری کتاب الصلح باب 8)

جنگ میں عدل وانصاف غزوۂ احزاب میں مشرکین کا ایک سردار نوفل بن عبداللہ مخزومی میدان میں آیا اور نعرہ لگایا کہ کوئی ہے جو مقابلے میں آئے؟ حضرت زبیر بن العوامؓ مقابلے میں نکلے اور اسے زیر کر لیا۔ دریں اثنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نیزہ مارا اور وہ دشمنِ رسول ﷺ خندق میں گر کر ہلاک ہو گیا۔ مشرکینِ مکہ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہؓ کے ناک کان کاٹ کر ان کی نعش کا مُثلہ کر چکے تھے۔ وہ طبعاً خائف تھے کہ ان کے سردار سے بھی ایسا بدلہ نہ لیا جائے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھجوایا کہ دس ہزار درہم لے لیں اور نوفل کی نعش واپس کر دیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہم مردوں کی قیمت نہیں لیا کرتے۔ تم اپنی نعش واپس لے جاؤ۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 3 صفحہ 437 تا 438)

جنگ میں عدل وانصاف سے بڑھ کر احسان کا سلوک: 8ھ میں مکہ فتح ہوا تو آپ ﷺ نے ان ظالموں کو جنہوں نے آپ ﷺ اور آپ کے اہل وصحابہ کے ساتھ ظلم کیے تھے ان سب کو فرمایا:۔ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۔ جاؤ تم سب آزاد ہو تم پر آج کے دن کوئی سرزنش نہیں آپ نے تمام عرب کے لیے معافی کا اعلان کر دیا۔ (بخاری کتاب المغازیؓ)

قیدیوں کے ساتھ سلوک جنگ بدر میں جب قیدیوں میں حضرت عباسؓ جو آپ کے چچا کے بیٹے تھے، وہ قید ہو کر آئے تو آپ ﷺ کو ان کے کراہنے کی بہت بے چینی تھی۔ صحابہؓ نے اس بے چینی کو محسوس کر کے ان کی رسی کو ڈھیلا کر دیا۔ آپ ﷺ کو جب علم ہوا تو فرمایا سب کی رسیاں ڈھیلی کر دو ایک دفعہ حضرت ابو مسعود بدریؓ اپنے غلام کو کسی بات پر مار رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: اسے آزاد کرو اور انہوں نے وہ غلام آزاد کر دیا۔" (مسلم کتاب الایمان باب 8) ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصاف کے قیام کے بارے میں یہ راہنمائی فرمائی کہ اس کا آغاز گھروں سے ہونا چاہیے۔ آپ نے اپنی ایک آن لائن پریس کانفرنس میں فرمایا: "قرآن کریم نے اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمہیں مقامی سطح پر بھی، گھروں میں بھی اور بین الاقوامی سطح پر بھی انصاف کو قائم کرنا ہوگا۔ تب ہی معاشرے میں امن دیکھ سکتے ہو۔" (امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گیمبیا کے صحافیوں کے ساتھ (آن لائن) پریس کانفرنس مورخہ 22 مئی 2021)

اللہ کرے کہ ہم سب انصاف کے پیمانے پر قائم ہو کر معاشرے کو امن کا گہوارہ بنا سکیں۔ آمین۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے چند ایمان افروز واقعات

(شاہدہ نسرین مجلس نورستر اند)

دنیا میں بعض انسان ایسے بھی پیدا ہوئے ہیں جو قوموں کی تقدیر بدلنے کے لیے آتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ دنیا میں نمونہ بنا کر بھیجتا ہے تاکہ اس کی تقلید سے قوم میں بھی وہی اعلیٰ عادات وفضائل پیدا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایسے وجودوں میں سے ایک تھے جن کی زندگی کا ہر لمحہ بے نفسی کے ساتھ یادِ خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت میں گزرا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی مصلح موعود آپ کے بابرکت وجود میں بڑی شان وشوکت کے ساتھ پوری ہوئی۔ آپ بچپن ہی سے اللہ کی محبت میں سرشار تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت میں دین کی طرف رغبت تھی۔ دعا میں شغف تھا اور نمازیں بہت توجہ سے ادا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ تعلیم الاسلام (قادیان) میں پائی۔ صحت کی کمزوری اور نظر کی خرابی کے باعث آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمی حالت اچھی نہ رہی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جماعت میں رعایتی ترقی پاتے رہے۔ مڈل اور انٹر (میٹرک) کے سرکاری امتحانوں میں فیل ہوئے س طرح دنیوی تعلیم ختم ہوگئی۔ اس درسی تعلیم کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خاص تربیت میں لیا۔ قرآن کریم کا ترجمہ تین ماہ میں پڑھا دیا۔ پھر بخاری بھی تین ماہ میں پڑھا دی، کچھ طب بھی پڑھائی اور چند عربی کے رسالے پڑھائے۔ قرآنی علوم کا انکشاف تو محبت الٰہی ہوتی ہے مگر یہ درست ہے کہ قرآن کریم کی چاٹ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی لگائی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی عمر 18،17 سال کی تھی ایک دن خواب میں ایک فرشتہ ظاہر ہوا اور اس نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھائی۔ اس کے بعد سے تفسیر قرآن کا علم خدا تعالیٰ خود عطا کرتا چلا گیا۔

آپ کی زندگی کے چند ایمان افروز واقعات پیش خدمت ہیں:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد ایک تحصیلدار صاحب قادیان آئے اور مجھے بلا کر کہا کہ مرزا صاحب کی جائیداد آپ لوگوں کے نام چڑھانی ہے کون کون وارث ہیں؟ اس زمانہ میں عورت کا جائیداد میں کوئی حصہ نہ ہوتا تھا۔ میں نے جب حضرت والدہ صاحبہ، اپنی بہنوں اور بھائیوں کے نام لکھوائے تو وہ کہنے لگا کہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ باپ کی جائیداد صرف بیٹوں میں تقسیم ہوگی۔ اس پر میں وہاں سے یہ کہہ کر چلا آیا کہ اگر قانون یہ کہتا ہے تو ایسی جائیداد ہم نہیں لیتے۔ تحصیلدار میرے ایسا کہنے سے مرعوب ہوگیا اور اس نے سب کے نام جائیداد تقسیم کردی۔

شیخ غلام احمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ”ایک دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مولیٰ سے جو چاہوں گا مانگوں گا“۔ کہتے ہیں ”مگر جب میں مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہوا ہے اور الحاح سے دعا کر رہا ہے۔ اس کے اس الحاح کی وجہ سے میں نماز بھی نہ پڑھ سکا اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہوگیا اور میں بھی دعا میں محو ہوگیا اور میں نے دعا کی کہ یاالٰہی! یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے وہ اس کو دے دے اور میں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے“ فرماتے ہیں کہ ”میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے مگر جب آپ نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ میں نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیا اور پوچھا میاں! آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ مانگ لیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی! مجھے میری آنکھوں سے اسلام کو زندہ کر کے دکھا اور یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔ اسلام کی فتح کا دن دیکھنے کی یہ بے قرار تمنا جو اس نوعمری میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں تھی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نوعمری میں ہی وہ پھر پھل بھی لانے لگی جب آپ کو جوانی میں ہی اللہ تعالیٰ نے خلافت کی ردا پہنائی۔“ (ماخوذ از سوانح فضل عمرؓ جلد 1 صفحہ 151)

خلیفہ وقت کا وجود زمین کے کسی خاص حصے سے تعلق رکھتے ہوئے بھی ساری دنیا کے لیے برکات اور فیوض کا منبع ہوتا ہے اسی طرح خلیفہ وقت کی دعائیں بھی ساری دنیا کے انسانوں کے لیے یکساں شرف قبولیت پاتی نظر آتی ہیں۔ مصر کے ایک مخلص احمدی محترم عبدالحمید خورشید آفندی صاحب 1938ء میں چند روز کے لیے قادیان آئے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں دس بارہ سال سے شادی شدہ ہونے کے باوجود اولاد سے محروم ہوں۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کرنے کا وعدہ کیا اور جب کچھ روز بعد آفندی صاحب دوبارہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں نے آپ کے لیے دعا کی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند عطا کرے گا''۔ کچھ عرصہ قادیان میں مزید قیام کے بعد آفندی صاحب واپس مصر چلے گئے تو ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بلاد عربیہ کے پہلے مربی سلسلہ کے نام پر جلال الدین رکھا پھر دوسرا لڑکا شمس الدین اور ایک لڑکی عائشہ پیدا ہوئی۔ عزیزم جلال الدین جو خدام الاحمدیہ قاہرہ کے سیکرٹری اور ملک کے ایک قابل فخر وجود بھی تھے صرف 22 سال کی عمر میں وفات پا گئے اور اس قومی نقصان پر مصر کے صدر جمال عبدالناصر نے بھی اپنا تعزیتی پیغام بھجوایا تھا۔ گویا دعا کی برکت سے نہ صرف اولاد عطا ہوئی بلکہ اپنے معاشرے میں نمایاں مقام حاصل کرنے والی اولاد اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: چند سال ہوئے مجھے ایک مکان کی تعمیر کے لیے روپیہ کی ضرورت پیش آئی۔ میں نے اندازہ کرایا تو مکان کے لیے اور اس وقت کی بعض ضروریات کے لیے دس ہزار روپیہ درکار تھا۔ میں نے خیال کیا کہ جائیداد کا کوئی حصہ بیچ دوں۔ یا کسی سے قرض لوں اتنے میں ایک دوست کی چٹھی آئی کہ میں چھ ہزار روپیہ بھیجتا ہوں اس کے بعد چار ہزار باقی رہ گیا۔ ایک تحصیلدار دوست نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمیں دس ہزار روپیہ کی ضرورت تھی۔ اس میں سے چھ ہزار تو مہیا ہو گیا ہے باقی چار ہزار تم بھیج دو۔ مجھے تو اس کا کوئی مطلب سمجھ نہیں آیا۔ اگر آپ کو کوئی ذاتی ضرورت یا سلسلہ کے لیے درپیش ہو۔ تو میرے پاس چار ہزار روپیہ جمع ہے میں وہ بھیج دوں۔ میں نے نہیں لکھا تھا کہ واقعی صورت تو ایسی ہی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح ہوا ہے گویا ضرورت مجھے تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے مونہہ سے کہلوانے کی بجائے اس دوست کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مونہہ سے کہلوادیا۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 30 ، جون 1939، مطبوعہ الفضل قادیان 11 ، جولائی 1939 صفحہ 4)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' میری عادت ہے کہ جب دشمن کی تلوار سر پر لٹک رہی ہو تو اس وقت میں اس کی بات نہیں مانا کرتا اور مجھے افسوس ہے کہ جب کبھی یہاں کے بزرگوں نے مجھ سے صلح کرنے کی کوشش کی ہے تو ہمیشہ ایسی صورت میں کہ پہلے کوئی ہم پر مقدمہ کرادیا یا فساد کھڑا کرادیا اور پھر چاہا کہ ہم سے سمجھوتہ کر لیں حالانکہ میں ایسے مواقع پر سمجھوتہ نہیں کیا کرتا۔ میں ہمیشہ ایسے موقع پر ہی سمجھوتہ کرنے کے لیے تیار ہوا کرتا ہوں جب میرا ہاتھ دینے والا ہو اور اُن کا ہاتھ لینے والا ہو۔ لیکن جب کوئی ڈنڈا لے کر میرے سر پہ آ چڑھے اور کہے کہ مجھ سے صلح کرو تو پھر میں اس کی بات نہیں مانا کرتا۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ میری عمر پچاس سال کے قریب ہونے کو گئی، صرف چند ماہ اس میں باقی ہیں۔ اور میں تمام عمر اس قادیان میں رہا مگر اب تک یہاں کے ہندوؤں اور سکھوں نے میری طبیعت کو نہیں سمجھا۔ میری طبیعت یہ ہے۔ اور یہی طبیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بھی تھی۔ بلکہ دینی لحاظ سے گو حالت کچھ ہی ہو یہی طبیعت ہمارے دادا صاحب کی بھی تھی کہ وہ کسی کے ساتھ دب کر صلح نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے خاندان نے دو حکومتوں کے تغیر کے وقت سخت نقصان اٹھایا ہے۔ جب سکھ آئے تب بھی اور جب انگریز آئے تب بھی کیونکہ یہ ہماری طبیعت کے خلاف ہے کہ ہم کسی کے سامنے سر جھکا کر کھڑے ہوں گو ہمارے خاندان نے سکھوں اور انگریزوں دونوں سے تعاون بھی کیا اور ان کی مدد بھی کی اور ان لوگوں سے زیادہ مدد کی جو بھی حضور کرتے رہتے تھے مگر پھر کبھی انگریزوں کے آگے گردن جھکا کر کھڑے نہیں ہوئے۔ یہ ایک خاندانی اثر ہے جو میرے اندر پایا جاتا ہے اور مذہب نے اسے اَور زیادہ رنگ دے دیا ہے'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 18 ، نومبر 1938 مطبوعہ خطبات محمود جلد 19 صفحہ 804 تا 805)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عطاء فرمائے آمین

تنظیم لجنہ اماء اللہ

تھا موعود مصلح خدا کا پیارا — الٰہی نشاں تھا خلیفہ ہمارا
دلایا شعور اس نے عورت کو ایسے — حقوق و فرائض کیے آشکارا
کیا اس نے روشن ترقی کا رستہ — کہ تنظیم لجنہ ہے آفاقی تارا
خلیفہ کے احکام ہیں فرضِ اوّل — فدا ہر مطاع ، چاہیے بس اشارہ
جنگ و امن میں مصروف خدمت — یتیموں، غریبوں کو دیتی سہارا
مساجد ، مدارس ، مطب ہر نگر میں — نہ دیکھو گے دنیا میں ایسا نظارا
ہر سمت اس کی شاخیں ہیں قائم — گواہ اس پہ دنیا کا ہے ہر کنارا
دن ہو یا شب ہو ، نہیں اپنی پرواہ — کسی کی بھی تکلیف نہ ہے گوارا
اعانت ہر اک کی مدّ نظر ہے — ہو محتاج کوئی، یا ہو بے سہارا
سانجھی ہیں خوشیاں، دکھ بھی ہیں سانجھے — نہیں درمیاں کچھ ہمارا تمہارا
ہوں نسلیں ہماری فضلوں کی وارث — کہ جوبلی منائیں دوبارہ، سہ بارہ

(عفیفہ نجم)

رمضان کا مبارک مہینہ

(شمع احمد جماعت نتیدال)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (سورۃ البقرۃ:184)

اے لوگو جو ایمان لائے تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔

چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں ''روزہ'' کے ماتحت لکھا ہے کہ دنیا کا کوئی باقاعدہ مذہب ایسا نہیں جس میں روزہ کا حکم نہ ملتا ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر گئے تو انہوں نے چالیس دن رات کا روزہ رکھا اور ان ایّام میں انہوں نے نہ کچھ کھایا نہ پیا (خروج باب 34 آیت 28) اسی طرح داؤد علیہ السلام کے روزوں کا ذکر بھی ہمیں زبور باب 35 آیت 13 میں ملتا ہے اور حضرت عیسیٰ کے متعلق لکھا ہے۔ اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کرکے آخر کو اسے بھوک لگی (متی باب 4 آیت 2) اور یہ کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حواریوں کو بھی ہدایت دی کہ جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ۔ یہودیت اور عیسائیت کے بعد ہندومت کو دیکھا جائے تو ان میں بھی کئی قسم کے ''برت'' پائے جاتے ہیں۔ ہر قسم کے ''برت'' کے متعلق الگ الگ شرائط ہیں جن کا ذکر ان کی کتاب دھرم سندھو میں پایا جاتا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں ہندومت اور جین مت اور زرتشتی مذہب کے روزوں کا بھی ذکر پایا جاتا ہے۔ اسلام میں روزوں کی یہ صورت ہے کہ ہر بالغ عاقل کو برابر ایک مہینہ کے روزے رکھنے کا حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (البقرہ 186)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن کریم انسانوں کے لیے ایک عظیم ہدایت کے طور اتارا گیا ہے اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ تنویرِ قلب کے لیے عمدہ مہینہ ہے۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 256)

بس یوں سمجھ لیں کہ یہ مہینہ روحانیت کے لیے موسم بہار کی طرح ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب الصوم)

یہ مہینہ آنحضرت ﷺ کے لیے عبادت سے معمور اور قربِ الٰہی پانے کا ایک ذریعہ تھا۔

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ماہ شعبان کی آخری رات یعنی رمضان کے آغاز سے ایک رات قبل فرمایا اے لوگو تم پر ایک بڑی عظمت اور شان والا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔ ہاں ایک برکت والا مہینہ جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ (مشکوۃ المصابیح۔ کتاب الصوم)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کا مہینہ صبر کا مہینہ ہے صبر کے ذریعہ سے جنت کا ثواب ملتا ہے اور مواسات کا مہینہ بھی ہے۔ اس کے پہلے حصہ میں رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ میں آگ سے نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا روزہ میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کی جزاء ہوں۔

(بخاری کتاب الصوم)

روزہ کی بعض امتیازی خصوصیات۔ یہ کہ رمضان کے مہینہ کی پہلی رات کو مولا کریم شفقت سے دیکھتا ہے اور جس پر اس کی شفقت پڑ جائے اسے پھر عذاب نہیں دیتا۔**اور** رات کے وقت روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کے حضور کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔اور یہ کہ فرشتے رات دن روزہ دار کے لیے استغفار کرتے ہیں۔اور یہ کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ جنت کو اس کے روزہ دار بندوں کے لیے سنوارہ جائے اور یہ مہینہ قبولیت دعا کے لیے خاص مہینہ ہے۔ (البقرہ187)

روزہ کے چند مسائل و تشریحات

رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری زندگیوں میں یہ ایک بار پھر آرہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہماری روحانی اور اخلاقی تربیت کے لیے بعض بدنی عبادات رکھی ہیں مثلاً نماز، روزہ اور حج کو فرض کیا ہے۔روزہ دینِ اسلام میں بنیادی ارکان میں سے چوتھا رکن ہے۔عربی میں روزہ کے لیے صوم کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جس کے معنی رکنے کے ہوتے ہیں اور روزہ سے مراد طلوع فجر یعنی پو پھٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور دیگر ان چیزوں سے رکنا ہے جو عام دنوں میں جائز ہیں۔روزہ اسلامی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔روزہ کی تکمیل کی بنیادی شرط یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاطر جائز خواہشات کو ترک کرنا۔روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں ہے کیونکہ انسان کے بھوکا پیاسا رہنے کا خدا کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا فائدہ انسان کو ہی ہوتا ہے۔صوفیا نے بعد تجربہ کے یہ لکھا ہے کہ روحانیت میں ترقی کے لیے کم خوردن، کم خفتن اور کم گفتن بہت ضروری ہے یعنی کم کھانا، کم سونا اور کم بولنا۔اور روزہ دار کے لیے یہ کرنا آسان ہے تہجد کے نوافل کے لیے جاگتا ہے اور کم سوتا ہے۔تین چار دفعہ کی بجائے صرف دو دفعہ یعنی صبح وشام کھاتا ہے اور لوگوں سے کم باتیں کرتا ہے بلکہ تلاوت قرآن پاک زیادہ کرتا ہے۔**بیمار اور مسافر** کے لیے یہ ہے کہ وہ بعد کے دنوں میں اپنے روزے مکمل کرے۔**بڑی عمر کے لوگ یا مستقل بیماروں** کو فدیہ دینا چاہیے جو کہ ایک فرد کے کھانے کے برابر ہے اور اس کی شرح جماعت کی طرف سے ہر سال مقرر کردی جاتی ہے۔روزہ کے دوران کثرتِ استغفار کی تاکید بھی آتی ہے روزہ کے ذریعہ سے انسان کو نیکی کرنے کے لیے مشقت برداشت کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے

سیدالاستغفا:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِ کَ وَ وَعْدِ کَ ماَ اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْ ءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ وَ اَبُوْ ءُ لَکَ بِذَ نْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّ نُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

ترجمہ: اے اللہ تو میرا رب ہے۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں حسبِ توفیق تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔میں اپنے عمل کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔میں تیری نعمتوں اور احسانوں کا اعتراف کرتا ہوں۔پس تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔یہ سیدالاستغفار ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص دلی یقین اور توجہ کے ساتھ صبح یا شام کو یہ دعا اور پھر اس دن یا رات کو وفات پا جائے تو جنت میں داخل ہوگا۔ (بخاری۔کتاب الدعوات)

آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق رمضان کے تینوں عشرے ہی اہم ہیں۔پہلے حصہ میں رحمتِ خداوندی نازل ہوتی ہے اور دوسرے عشرے میں اس کی مغفرت سایا فگن ہوتی ہے اور آخری عشرہ میں آگ سے نجات ملتی ہے۔اور اس میں ایک رات وہ بھی آتی ہے جسے لیلۃ القدر کہا گیا ہے۔

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کی آخری دس راتوں میں سے وتر راتوں میں لیلۃ القدر کی تلاش کرو۔پس ہمیں جملہ عبادات کا خیال رکھتے ہوئے روزے کی لوازمات کا خیال بھی رکھنا چاہیے مگر دنیا کے ہر مذہب کا یہ المیہ رہا ہے کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ اس کی ماہیت کو بھول جاتے ہیں۔اس کی اصلیت سے ہٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ تقویٰ کو چھوڑ کر بدعات اور رسومات کے دروازے کھلنے لگتے ہیں۔مثلاً نجات اور بخشش کے متعلق عجیب غریب نظریات قائم ہو جاتے رہے چنانچہ عیسائیت بگڑی تو کفارے جیسے کھوکھلے عقیدے کے ساتھ نجات کو وابستہ کر دیا گیا۔اسی طرح جب مسلمان بگڑنے لگے تو کہیں پیروں فقیروں کے نذرانوں میں نجات بکنے لگی تو کہیں بہشتی دروازے سے بخشش وابستہ ہوگئی۔حالانکہ نجات تو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے وابستہ ہے اور اس کا فضل کھینچنے کے لیے نیک اعمال اور عبادات میں دوام اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔جب

انسان تقویٰ سے دور ہٹنے لگتا ہے تو پھر عبادات اور نیک اعمال بھی چھوڑنے لگتا ہے اور اس وقت وہ چاہتا ہے کہ بس الہ دین کا چراغ مل جائے جس کی بدولت بغیر عمل کیے بخشا بھی جائے اور اپنی نفسانی خواہشات کا غلام بھی بنا رہے۔ انہیں تصورات میں سے ایک غلط تصوّر جمعۃالوداع کا تصوّر ہے جو پیدا ہو گیا ہے کہ ایک بخشش اور مغفرت کا دن ہے۔ جو شخص بھی اس جمعہ میں حاضر ہو جائے خواہ سارا سال مسجد کا منہ نہ دیکھے وہ بخشا جائے گا۔ حالانکہ احادیث کا مطالعہ کریں تو وہاں کسی ایسے جمعۃالوداع کے متعلق اشارہ تک بھی نہیں ملتا۔ ہاں آخری عشرہ کی عبادات' اعتکاف اور جمعہ کی فضیلت اور برکات اور لیلۃ القدر کا ذکر ملتا ہے جسے دس دنوں میں چھپا دیا گیا ہے۔ (خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 23 جنوری 98)

پس دعا اور عبادت کے ساتھ کوشش کرنی چاہیے۔ خدا کرے کہ لیلۃ القدر ہماری زندگیوں میں بار بار آئے اور ہر بار ہمارے لیے نئی رفعتوں نئی عظمتوں اور نئی سربلندیوں کے سامان لے کر آئے اور عرش سے فرشتے نازل ہو کر خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی بارش برسائیں۔ ہر طرف ہماری زندگیوں میں امید کی کلیاں چٹکیں اور گلہائے رنگا رنگ کھل کر ہمارے دلوں میں حقیقی سکون و اطمینان کے پُر بہار سماں پیدا کر دیں۔ پھر خدا ہو اور ہم ہوں اور ہماری روحیں یہ پکارا ٹھیں۔ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّ نْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِا لصَّا لِحِیْنَ۔ پس حجاب کے پردے سب اٹھ جائیں اور خدائے قدوس کا ایسا جلوہ نصیب ہو کہ وارے نیارے ہو جائیں اور ہماری عاقبت سنور جائے۔ اللہ تعالیٰ اس رمضان المبارک کی سب برکات سے ہم سب کو وافر حصہ عطا فرمائے اور ہمارے اندر وہ تقویٰ پیدا فرما دے جس کو وہ ہمارے اندر دیکھنا چاہتا ہے۔ آمین۔

سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ مَکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ مَعَ الْبَسْمَلَۃِ سَبْعُ اٰیَاتٍ وَّ رُکُوْعٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	۱۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	۲۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	۳۔ بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝	۴۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝	۵۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝	۶۔ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ	۷۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تُو نے انعام کیا۔
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ ع	جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔

عیدالفطر

(سرور مبارک مجلس نورستراند)

ماہ رمضان گزرنے پر کیم شوال کو افطار کرنے اور روزوں کی برکات حاصل کرنے کی توفیق پانے کی خوشی میں عیدالفطر منائی جاتی ہے۔ عید کے دن نہا کر عمدہ لباس پہنا جائے۔خوشبو لگائی جائے۔اچھا کھانا تیار کیا جائے۔عیدالفطر کی نماز کے لیے جانے سے پیشتر مساکین اور غرباء کے لیے فطرانہ ادا کیا جائے۔خود بھی کچھ کھا پی کر عید کی نماز کے لیے جائیں۔اس طرح عید کی نماز کے لیے آنے اور جانے کا راستہ مختلف ہو تو یہ مستحب ہے اور زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ (ترمزی اَبواب العیدین۔فقہ احمدیہ ص178)

عید کا لفظ اردو،فارسی اور عربی زبان میں خوشی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔لیکن یہ محاورے کے معنی ہیں۔درحقیقت عید کا لفظ عود سے نکلا ہے۔اور عود کے معنی دوبارہ واپس آنے اور بار بار آنے والی چیز کے ہیں۔خوشی کے لیے یہ لفظ اس وجہ سے استعمال ہوتا ہے۔کہ خوشی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے واسطے بار بار آنے کی خواہش ہوتی ہے۔ (خطبات محمود جلد اول ص33)

عید کے دن تحائف کا تبادلہ بھی ہوتا ہے۔بہتر ہے کہ امراء کو تحفے دینے کی بجائے کوئی ضرورت کی چیز غریب بھائیوں کو دے دیا کریں اس سے ایک تو بھائی چارے کی فضا پیدا ہوگی۔دوسرے آپ کے اس فعل سے خدا راضی ہوگا۔عید کے دن ایک دوسرے سے گلے ملنا اور عید کی مبارک باد کہنا ایک بہت ہی پیارا منظر پیش کرتا ہے۔عام طور پر عیدالفطر کو میٹھی عید کہا جاتا ہے۔سویاں پکتی ہیں۔حلوہ بنتا ہے۔کھیر اور شیر خورما بنتا ہے۔اور ایک دوسرے کے گھر بطور عید مبارک بھیجے جاتے ہیں عید پر بچوں کے تو وارے نیارے ہوتے ہیں سب سے پہلے تیار ہو کر امی ابا کو سلام کر کے عیدی اور دعائیں وصول کرتے ہیں پھر دوسرے رشتہ داروں کو ملتے ہیں۔یہ تو عید کا ایک عام رخ اب ہم اس طرف آتے ہیں کہ سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرف ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔**آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ**”اُن کے لیے جو خدا کے عبد ہوں ہر روز عید کا روز ہوتا ہے اور دُنیا کی کوئی مصیبت ان پر اثر نہیں ڈال سکتی کیونکہ ان کو دل کا اطمینان حاصل ہوتا ہے۔لیکن وہ شخص جس کا دل دکھوں اور آفتوں میں گھرا ہوا ہو اور جس کا دل آفتوں کا شکار ہو وہ خواہ اچھے کپڑے پہن لے،اچھا کھانا کھالے،اس کے لیے کوئی عید نہیں ہے۔ان کے مقابلے میں خدا کے بندے ایسے مصائب جو دنیا کی کمر توڑ دینے والے ہوتے ہیں ان پر کوئی اثر نہیں کرتے۔ (خطبات محمود جلد اول ص47)

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:”خوب یاد رکھو کہ جب تک وہ عید جو حقیقی عید ہے قریب لانے کی کوشش نہیں کی جاتی۔اس وقت تک یہ عید بھی کھلونا ہے۔حقیقی عید نہیں۔فاخرہ لباس اور خوشبو لگا کر خوش ہو جانا کسی کام کا نہیں۔جب تک دلوں میں حقیقی خوشی پیدا نہ ہو اور وہ پیدا نہیں ہو سکتی۔جب تک دین کی خدمت نہ کرو۔اور اس کے واسطے سچی قربانی نہ کرو۔“ (خطبات محمود جلد اول ص39)

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو قربانی کی توفیق دے تا عید ان کے لیے حقیقی خوشی اور سچی عید ہو۔

حضرت سیّدہ سرور سلطان صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(بلقیس اختر مجلس نور)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا کہ: ''پھر خدائے کریم جلشانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تُو بعض کو پائے گا تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذریّت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص۔102)

یہ اشتہار کافی لمبا ہے لیکن میں نے اس مضمون کو لکھنے کے لیے اس کے صرف ایک حصہ کو لیا ہے جو یہ کہ ''اور **خواتین مبارکہ** سے جن سے تُو بعض کو پائے گا تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذریّت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔'' سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان میں مبارک خواتین میں سے پہلا نام حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آتا ہے۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادیوں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اور حضرت امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہوؤں کا نام آتا ہے جن کے بطن سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل چلی۔ ان مبارک ہستیوں میں سے ایک نام ''حضرت سیّدہ سرور سلطان صاحبہ'' کا ہے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منجھلے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ تھیں۔ جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہو بننے کی سعادت ملی اور جماعت میں ''اُمّ مظفر'' کے نام سے بھی جانی جاتی ہیں۔

حضرت سیّدہ سرور سلطان صاحبہ کا تعلق پشاور کے ایک مخلص خاندان سے تھا جس کے سربراہ حضرت مولوی غلام حسن نیازی صاحب تھے جنہیں 17 مئی 1890ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی توفیق ملی گویا آپ کا شمار 313 صحابہ میں سے ہوتا ہے۔ آپؓ کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام نے اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں اس طرح کیا۔ "مولوی غلام حسن صاحب پشاوری اس وقت لدھیانہ میں میرے پاس موجود ہیں محض ملاقات کی غرض سے پشاور سے تشریف لائے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وفادار اور مخلص ہیں اور لَایَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ میں داخل ہیں۔ جوش ہمدردی کی راہ سے دو روپے ہی ماہواری چندہ دیتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ بہت جلد للّٰہی راہوں اور دینی معارف میں ترقی کریں گے کیونکہ فطرت نورانی رکھتے ہیں'' (ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 540)

اسی نیک فطرت کے باعث حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دوسرے بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رشتہ آپؓ کی صاحبزادی کے لیے بھجواتے ہوئے فرمایا: ''آج تک میرے دل میں تھا کہ بشیر احمد اپنے درمیانے لڑکے کے لیے تحریک کراؤں جس کی عمر 10 برس کی ہے اور صحت اور متانت و مزاج اور ہر ایک بات میں اس کے آثار اچھے معلوم ہوتے ہیں اور آپ کی تحریر کے موافق، عمریں بھی باہم ملتی ہیں اس لیے یہ خط آپ کو لکھتا ہوں اور میں قریب ایام میں اس بارہ میں استخارہ بھی کروں گا اور بصورت رضا مندی یہ ضروری ہو گا کہ ہمارے خاندان کے طریق کے موافق آپ لڑکی کو ضروریات علمِ دین سے مطلع فرمائیں اور اس قدر علم ہو کہ قرآن شریف باترجمہ پڑھ لے، نماز اور روزہ زکوٰۃ اور حج کے مسائل سے باخبر ہو باآسانی خط لکھ سکے اور پڑھ سکے اور لڑکی کے نام سے مطلع فرمادیں اور اس خط کے جواب سے اطلاع بخشیں۔'' نیز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا: ''چونکہ دونوں کی عمریں چھوٹی ہیں تین برس تک شادی میں توقف ہو گا۔'' (سیرۃ حضرت اُمّ مظفر صفحہ نمبر:3)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خط ملتے ہی حضرت مولوی غلام حسن صاحبؓ نے اپنی بیٹی کے اتنے اعلیٰ اور متعبر خاندان میں رشتہ کے خط کو اپنی سعادت سمجھا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اپنی رضامندی کا خط لکھ دیا۔ اور 12 ستمبر 1902ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا نکاح حضرت سیّدہ سرور سلطان صاحبہ سے پڑھایا۔ اور 10 مئی 1906 کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور دیگر احباب کے ہمراہ قادیان سے پشاور پہنچے اور دلہن کو لے کر 16 مئی کو قادیان واپس آگئے۔ قادیان اور پشاور کا ماحول اور رہن سہن ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے کچھ آپ کی عمر بھی چھوٹی تھی لیکن حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

آپ پر اپنی محبتوں اور شفقتوں کی بارش کر دی کیونکہ انہیں علم تھا کہ سیدہ سرور سلطان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیک نسل نے جنم لینا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی گو کہ کم عمری میں ہو گئی تھی لیکن آپ نے انتہائی سمجھ بوجھ سے اس رشتہ کو نبھایا۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''جب حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی شادی ہوئی تو آج کل کی پود کو دیکھتے ہوئے بچہ ہی تھے۔ مگر بہت سنجیدگی اور وقار سے وہ پہلے پہل دن بھی گزارے۔ کوئی ناپختگی یا بچپن کی علامت لڑائی جھگڑا کسی قسم کی کوئی بات میں نے نہیں دیکھی۔ منجھلی بھابھی بیاہ کر آئیں تو نہ معاشرت نہ طور طریق نہ وضع نہ لباس نہ زبان کچھ بھی مشترک نہ تھا۔ پھر نادان کم عمر تھیں اگر وہ تعلقات بگاڑنے والے ہوتے تو بگڑ سکتے تھے مگر ایسی خوش اسلوبی سے نبھایا کہ ایسے نمونے مشکل سے ہی ملتے ہیں'' (حضرت اُمّ مظفرؓ صفحہ: 6-5)

حضرت سیّدہ سرور سلطان رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتہائی صفائی پسند تھیں اور دوسروں سے بھی یہی توقع رکھتی تھیں۔ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی صفائی پسند طبیعت کے پیشِ نظر کہا کرتی تھیں کہ ''سرور سلطان کو وہم کی حد تک صفائی پسند ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر بستر، برتنوں، باورچی خانہ، یہاں تک کہ گھر کے کونے کونے کی صفائی کا خاص خیال رکھتیں۔ سیر کرنا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہت پسند تھا اور باقاعدگی سے سیر کے لیے جایا کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شوہر کا بہت خیال رکھتیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے **مرزا مظفر احمد صاحب آپ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی **سیرت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:** آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گہری عقیدت اور احترام کا تعلق تھا۔ صبح کے ناشتے اور دوسرے کاموں سے فارغ ہو کر جب ابا جان دفتر چلے جاتے اور بچے سکول تو ان کا تقریباً معمول تھا کہ دوپہر کے کھانے تک حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکیزہ صحبت میں وقت گزارتیں۔ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں میرے دل میں سرور سلطان کی بہت قدر ہے یہ میرے بیٹے کا بہت خیال رکھتی ہیں۔'' (خدیجہ شمارہ 1-2013ء لجنہ اماء اللہ جرمنی صفحہ: 193)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جلسہ سالانہ کے ایام میں مستورات کے جلسہ کے انتظامات کے حوالے سے حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اُمّ ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ مل کر مہمانوں کی خدمت کرتیں۔ جب لوائے احمدیت کے لیے سوت کاتا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس میں شامل تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا طرز تحریر بہت عمدہ تھا۔

روزنامہ الفضل کے ''خاتم النبیین'' نمبر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مندرجہ ذیل مضامین شائع ہوئے:

۱۔ رسول کریم ﷺ سے صحابیات کا اخلاص

۲۔ تربیت اطفال کے متعلق نبی کریم ﷺ کی اصولی تعلیم

۳۔ نبی کریم ﷺ کی شادیاں آپ کے کمال کا ثبوت ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا متقی، پرہیزگار اور تقویٰ میں ایک بلند مقام رکھتی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک اچھی ماں بھی تھیں بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہت خیال رکھتیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچوں کے لیے خود ناشتہ تیار کرتیں، سکول جانے سے پہلے بچوں کو دعاؤں کے ساتھ سکول رخصت کرتیں۔ اگر کوئی بچہ بیمار ہو جاتا تو اسے دوائی پلاتے وقت یا شافی، یا کافی کا ورد کرتیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اپنے سسرالی اور میکہ کے رشتوں سے بڑا تعلق تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے **سات بیٹے اور چار بیٹیاں** عطا فرمائیں جن میں سے دو بچے بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک بیٹے حضرت مرزا مظفر احمدؓ کو دینی و دنیاوی بے شمار ترقیاں نصیب ہوئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک پوتے مرزا غلام قادر صاحب کو شہادت کا درجہ نصیب ہوا۔ اپنی عمر کے آخری عرصہ میں کافی بیمار ہو گئی تھیں لیکن یہ بیماری کا طویل عرصہ بہت صبر اور ہمت سے گزارا۔ ہر ممکن علاج کروائے گئے لیکن آپؓ کی طبیعت سنبھل نہ سکی اور بالآخر یکم فروری 1970ء بروز اتوار ساڑھے چھ بجے اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئیں۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہشتی مقبرہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نمازِ جنازہ پڑھایا جس میں اندرون اور بیرونِ ملک سے ہزاروں افراد نے شرکت کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے پہلو میں ہوئی۔

صحت کارنر

اچھی صحت دینی کاموں میں بھی ممدومعاون: روح اور جسم کا آپس میں گہرا تعلق ہے کسی نے کہا ہے جسم چھلکا ہے اور روح مغز۔ کسی نے لکھا ہے کہ جسم برتن ہے اور روح اس کے اندر آنے والی چیز اور کسی نے کیا لاجواب کہا کہ انسان جس گھر میں رہتا ہے اسے صاف ستھرا رکھتا ہے تا وہ صحت مند رہے۔ اس طرح روح کا گھر جسم ہے اور جسم صحت مند ہوگا تو روح بھی صحت مند ہوگی۔

ہمارے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ روح کی ترقی کے لیے جسم کی نگہداشت ضروری ہے۔ کیونکہ روح اور بدن کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اگر انسان کا بدن تندرست ہے تو روح بھی درست ہے۔ اگر صحت خراب ہو یا ایک دن سر درد ہو تو عبادت کا بھی مزا کرکرا ہو جاتا ہے۔ نماز باجماعت کے حقوق ادا نہیں ہوتے۔ نوافل، نماز تہجد کے حقوق بھی ایک چاق وچوبند اور صحت مند انسان ہی ادا کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت خوش دلی سے صحتمند انسان ہی کر سکتا ہے۔ حقوق اللہ تو الگ رہے حقوق العباد بھی صحیح رنگ میں ادا نہیں ہوتے۔ عزیز واقارب کے حقوق کی ادائیگی بھی وہی شخص احسن طریق پر ادا کر سکتا ہے جو بیمار نہ ہو۔ اگر انسان بیمار ہو، کمر درد ہو تو کیسے اپنے دوستوں اور عزیزوں سے مل جل سکتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ طاقتور اور تندرست مومن خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک کمزور صحت والے بیمار مومن سے بہتر ہے۔ کیونکہ دینی فرائض کو ادا کرنے کے لیے جسمانی صحت بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ کمزور اور مریض کی کار گزاری بھی حوصلہ شکن ہوتی ہے۔ ارادے بھی کمزور۔ جذبات سرد اور مضمحل ہوتے ہیں۔ ایک مقولہ مشہور ہے اَلْعَقْلُ السَّلِیْمُ فِی الْجِسْمِ السَّلِیْمِ کہ درست عقل، صحت مند جسم کے اندر ہوتی ہے اور وہی درست فیصلے کر پاتا ہے۔

آنحضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یوں نصیحت فرمائی کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کی ناقدری کرکے بہت سے لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ ایک صحت مند اور دوسرا فارغ رہنا۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کو فرمایا تھا کہ فرمایا کہ صحت مند جسم انسان کے مقصد حیات کے حصول میں ممد ومعاون ہوتا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اپنے آپ کو تندرست وتوانا اور صحت مند رکھیں۔ اپنے جسموں کو تندرست رکھنے کے لیے آنحضور ﷺ کو اسوہ جانیں۔ اگر دینی کام کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اپنی صحتوں کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ اگر ہماری صحت ٹھیک ہوگی تو ہم زیادہ وقت دینی کاموں میں صرف کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کے زیادہ وارث بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو روحانی اور جسمانی صحت سے ممسوح فرمائے اور کامل صحت کے ساتھ خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین (Daily Alfazl online 9.12 .2021)

چند ٹوٹکے

کینو اور ہلدی کا شربت: ایک عدد کینو چھیل کر اس کا رس نکال لیں۔ اب ایک عدد گاجر کا بھی رس نکال کر اس میں ملا لیں۔ ان دونوں کو مکس کریں اور اس میں آدھا چائے کا چمچ ہلدی شامل کریں پھر لیمو کا رس اور اوپر سے ادرک کا ڈال کر مکس کریں اور پی لیں۔ یہ ایک ایسا جادوئی مشروب ہے جو نہ صرف ذائقہ میں مزیدار ہے بلکہ آپ کی قوت مدافعت کو بڑھانے کے لیے بہترین ہے۔

ہلدی اجوائن کا شربت: اس مشروب کو بنانے کے لیے آپ اجوائن کو رات بھر پانی میں بھگو دیں۔ اگلے دن اس پانی کو کچی ہلدی کے ساتھ ابال لیں اور پھر چھان کر گرما گرم پی لیں۔ یہ مشروب آپ کی صحت کے لیے بے حد مفید ہوگا اور آپ کو سردی کی مختلف بیماریوں سے بچائے گا۔ (روزنامہ انٹرنیشنل 13 دسمبر 2023ء)

پکوان

کھجور کے لڈو

(فوزیہ ملک مجلس بیت النصر)

اشیاء:

کھجور	250 گرام
شہد	تین کھانے کے چمچ
بادام،پستہ،ناریل،کاجو وغیرہ	ایک کپ
سفید تل	دو کھانے کے چمچ
مکھن	دو کھانے کے چمچ

ترکیب: مزیدار کھجور کے لڈو بنانے کے لیے عمدہ کھجوریں لیں۔ان کی گٹھلیاں نکال کر کھجور کو باریک میش کر لیں۔اب کھجوروں میں شہد اور مکھن ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیں اور ان کے ایک انچ کے گول گول لڈو بنالیں۔تمام خشک میوہ جات کو موٹا موٹا کوٹ کر ای پلیٹ میں نکال لیں۔ہر لڈو پر خشک میوہ اور تل کی کوٹنگ کریں۔افطاری اور سحری کے لیے بہترین ڈش تیار ہے۔روزے میں لڈوؤں سے غذائیت اور توانائی حاصل کریں

کھانا بنانے کے چند ٹپس

۱۔ کھانا بھاپ میں پکائیں	۶۔ کچن میں صفائی کا خاص خیال رکھیں۔
۲۔ تیل محتاط ہو کر ڈالیں	۷۔ کھانے کو زیادہ دیر تک نہ پکائیں
۳۔ گوشت کم پکائیں اور کسی سبزی کے ساتھ پکائیں	۸۔ کچن میں کام کرتے ہوئے اگر کہیں چھری سے ٹک لگ جائے تو فوراً اس پر ہلدی لگائیں
۴۔ نمک کم استعمال کریں	۹۔ کچن میں کام کرتے ہوئے اگر ہاتھ جل جائے تو گوندھا ہوا آٹا اس پر لگائیں
۵۔ ہر چیز ناپ کر ڈالیں	۱۰۔ دودھ ابالتے ہوئے اس میں سٹیل کا چمچ رکھ دیں تو وہ ابل کر باہر نہیں گرے گا۔

دھنک کے رنگ آپ کے سنگ

حدیث نبوی ﷺ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”رمضان کے مہینے کا ابتدائی عشرہ رحمت اور درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے۔“ (باب فضائل شہر رمضان۔ کتاب الصیام)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔“ (ملفوظات جلد 5 ص 102 ایڈیشن 1988ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ”یاد رکھو کہ رمضان میں ہی قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تھا اور قرآن مجید لوگوں کے لیے ہدایت اور نور ہے۔ روزہ سے فارغ البالی پیدا ہوتی ہے اور دنیا کے کاموں میں سکھ حاصل کرنے کی راہیں حاصل ہوتی ہیں۔ روزہ سے انسان قرب حاصل کر سکتا اور متقی بن سکتا ہے۔“ (خطبات نور صفحہ: 263)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رمضان کلام الٰہی کو یاد کرانے کا مہینہ ہے اسی لیے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اس مہینہ میں قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کرنی چاہیے۔“ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 393)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”ماہ رمضان بہت سی برکتیں لے کر آتا ہے۔ اس ماہ میں صرف روزے ہی رکھنے کا حکم نہیں ہے۔ یہ ماہ دعائیں کرنے کا ہے، نوافل ادا کرنے کا ہے، ذکر الٰہی سے اپنے اوقات کو معمور کرنے کا ہے“ (خطبات ناصر جلد 7 ص: 145)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”دوسری بات رمضان میں یہ ہے کہ بچوں کو سحری کے وقت اٹھا کر کھانے سے پہلے نوافل پڑھنے کی عادت ڈالی جائے۔“ (خطبات طاہر جلد 5 صفحہ 392)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ”آنحضرت ﷺ نے ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے درمیان ہونے والے گناہوں کی معافی میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ہونے والے چھوٹے گناہوں کو بھی معاف فرما دیتا ہے“
(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 24 جولائی 2017ء)

صَلِّ عَلٰی اِمَامِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی مَسِیْحِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی وَلِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

سیرت حضرت محمد ﷺ

(آصفہ کوکب از شعبہ واقفات)

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ تمام انسانوں میں بہترین انسان ہیں اور ان کی زندگی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جن سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ وہ عام انسان ہوتے ہوئے بھی کتنے خاص تھے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کی نسل میں سے رسول عطا کرے اور خانہ کعبہ کی حفاظت کرے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں دعاؤں کو قبول فرمایا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی پیدائش سے سینکڑوں سال قبل ہی اس دنیا میں آمد کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ آپ ﷺ کے والدین کا تعلق اعلیٰ خاندان سے تھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت عبداللہ اور والدہ ماجدہ نام حضرت آمنہ تھا۔ حضرت عبداللہ تجارت کیا کرتے تھے۔ اپنی شادی کے تھوڑے عرصہ بعد ہی آپ تجارت کی غرض سے شام گئے مگر کبھی لوٹ کر نہ آسکے۔ کیونکہ راستے میں آپ شدید بیمار ہو گئے اور اپنے خالق حقیقی کو جا ملے۔ یہ صدمہ حضرت آمنہ کے لیے بہت بڑا تھا لیکن چونکہ آپ بہت نیک اور صبر کرنے والی خاتون تھیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کا غم خود دور کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو کئی دفعہ خواب میں دکھایا کہ انہیں سب سے بلند شان والا بیٹا عطا کیا جائے گا۔
12 ربیع الاول 20 اپریل 571ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آمنہ کو وہ چاند سا بیٹا عطا فرمایا جس کی بشارتیں انہیں ملتی تھیں۔ آپ ﷺ کا نام محمد رکھا گیا۔ اس زمانے میں ایک رواج تھا کہ نوزائیدہ بچوں کو صحراؤں میں آباد قبیلوں میں بھیج دیتے تھے۔ تاکہ وہاں کھلی ہوا میں بچے کی صحت اچھی رہے، عربی زبان سیکھے اور محنتی، بہادر اور جفاکش بنے۔ اس لیے یہ ذمہ داری دائی حلیمہ کو سونپی گئی۔ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لے گئیں۔

جب آپ دائی حلیمہ کے ہاں پرورش پا رہے تھے تو ایک بہت ہی عجیب اور ایمان افروز واقعہ پیش آیا۔ آپ اپنے رضاعی بھائی عبداللہ کے ساتھ بکریاں چرا رہے تھے۔ اچانک سفید کپڑے پہنے ہوئے دو آدمی برف سے بھرا ہوا طشت لے کر آئے۔ انہوں نے حضرت محمد ﷺ کو زمین پر لٹایا اور آپ کا سینہ کاٹ دیا۔ پھر آپ کا دل نکالا اس میں سے کالی چیز نکال کر پھینک دی اور اس کو برف سے دھویا۔ یہاں تک کہ خوب پاک کر دیا۔ حضرت عبداللہ یہ دیکھ کر بہت ڈر گئے تھے۔ وہ دوڑ کر اپنی امی اور ابا کو بلا لائے کہ محمد کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ جب وہ لوگ وہاں پہنچے تو وہاں کوئی خون نہ تھا اور نہ ہی کوئی آدمی تھا۔ مگر نبی اکرم ﷺ کھڑے تھے اور ان کے چہرے کا رنگ فق تھا۔ پہلے تو دائی حلیمہ خوش ہوئیں کہ اللہ کے فضل سے آپ ﷺ بالکل ٹھیک ہیں لیکن آپ ﷺ نے جب سارا واقعہ انہیں سنایا تو آپ ڈر گئیں کہ آپ ﷺ پرائی امانت ہیں اس لیے انہوں نے فوری ارادہ کر لیا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو واپس ان کی والدہ اور دادا کے حوالے کر آئیں گی۔ یہ واقعہ شقِّ صدر کہلاتا ہے یعنی سینہ چاک ہونے والا واقعہ۔ یہ ایک طرح کا کشف تھا۔ جس کا مطلب ہے جاگتے ہوئے خواب کی طرح کا منظر نظر آ جانا۔ اس کشف میں آپ ﷺ کا رضاعی بھائی بھی کچھ حد تک شریک تھا تاکہ گواہ بنے۔ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ انسان کے روپ میں آیا اور آپ کے سینہ مبارک کو صاف کیا پیارے محمد ﷺ کے دل میں کوئی گندگی نہ تھی آپ کا دل تو پاک تھا۔ یہ سارا واقعہ خواب کی طرح تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ دنیا کی محبت آپ ﷺ کے دل سے نکال دی گئی اور روحانی علوم اور دین کی سمجھ آپ ﷺ کو دی گئی۔ مگر اس واقعہ سے دائی حلیمہ ڈر گئیں اور آپ ﷺ کو آپ کے دادا کے پاس مکہ واپس چھوڑ آئیں۔ آپ دوبارہ سے اپنی والدہ کے ساتھ رہنے لگے اور دونوں بے حد خوش تھے حضرت آمنہ اپنے ننھے سے شہزادے کو بہت پیار کرتی تھیں۔ مگر انہیں پیار کرنے کا زیادہ موقع نہ ملا۔ جب حضرت آمنہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لیے گئیں تو واپسی پر شدید بیمار ہو گئیں اور راستہ میں وفات پا گئیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کے پاس واپس آ گئے۔آپ ﷺ کے دادا جان آپ کو بہت پیار کرتے۔وہ آپ کو اپنے کندھوں پر بٹھاتے اور آپ کے ساتھ کھیلتے تھے۔جب تک حضرت محمد ﷺ کھانے میں شریک نہ ہوتے آپ ﷺ کے دادا جان بھی کھانا شروع نہ کرتے وہ آپ کو ہمیشہ اپنی نظروں کے سامنے رکھتے اور اپنے ساتھ ہی سلاتے تھے۔لیکن حضرت عبدالمطلب اب بوڑھے ہو گئے تھے۔اپنی وفات سے قبل انہوں نے آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب کو آپ ﷺ کی ذمہ داری سونپی اور حضرت ابو طالب نے بھی اس ذمہ داری کو خوب نبھایا۔وہ نبی اکرم ﷺ کا خوب خیال رکھتے تھے۔انہیں یہ احساس بھی بہت خوب تھا کہ نبی اکرم ﷺ دوسرے بچوں کی طرح معمولی بچے نہیں ہیں بلکہ آپ ﷺ بہت خاص ہیں۔اُس دور میں مکہ میں ہر طرح کی برائیاں عام تھیں۔ مگر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہر طرح کی برائیوں سے بچا کر نیکیوں کی راہوں پر ڈالتا رہا۔اور لوگوں کے دلوں میں آپ ﷺ کی قدر اور محبت میں اضافہ کرتا رہا چھوٹی سی عمر سے ہی آپ ﷺ کی عادات بہت پیاری تھیں اس لیے ہر طرف آپ ﷺ کا چرچا ہونے لگا۔آپ ﷺ بہت فرمانبردار تھے۔بڑوں کا ادب کرتے اور چھوٹوں سے بھی کبھی نہ جھگڑتے۔ہمیشہ سچ بولتے۔جس چیز پر حق نہ ہوتا اسے کبھی استعمال نہ کرتے۔غریبوں کے بہت ہمدرد تھے ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے۔پھر جوں جوں آپ ﷺ بڑے ہوتے گئے تو آپ ﷺ کی معاملہ فہمی اور صلح پسندی جیسے اوصاف نے بھی سب کو بہت متاثر کیا۔

آپ ﷺ چھوٹی عمر سے ہی اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ سفرِ تجارت پر جانے لگے اور پھر یہ سلسلہ بڑھتا گیا اور آپ ﷺ نے تجارت کو بطور پیشہ اختیار کر لیا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کا چرچا ہونے لگا۔لوگ آپ ﷺ کو صادق اور امین کہہ کر پکارنے لگے۔یعنی ہمیشہ سچ بولنے والا اور امانت کی حفاظت کرنے والا۔حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ کی ایک مالدار خاتون تھیں۔آپ بہت فیاض اور سخی خاتون تھیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کی خوب مدد کیا کرتی تھیں۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے آپ کے کاروبار میں برکت ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ کی مالدار ترین خاتون بن گئیں۔نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے چچا کی خواہش تھیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مال تجارت لے کر آپ ﷺ جائیں۔جب حضرت خدیجہ کو اس بات علم ہوا تو انہوں نے پیغام بھیجا کہ مجھے آپ ﷺ پر پورا بھروسہ ہے۔اگر آپ میرا مالِ تجارت شام لے جائیں تو میں آپ ﷺ کو دوسروں کی نسبت دوگنا معاوضہ دوں گی۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ سفر تجارت پر روانہ ہوئے اور آپ اتنا زیادہ منافع لے کر واپس لوٹے کہ پہلے کبھی اتنا منافع نہ ہوا۔حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی ایمانداری اور دیانت داری سے بہت متاثر ہوئیں اور کچھ ہی عرصہ میں آپ جان گئیں کہ آپ ﷺ ان گنت اوصاف کے مالک ہیں۔اور جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے ان اوصاف کا ذکر اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے کیا جو کہ ایک عیسائی عالم تھے تو انہوں نے کہا کہ یہ سب اوصاف اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کوئی عام آدمی نہیں بلکہ آنے والے وقت میں اس اُمّت کے نبی ہیں۔نبی اکرم ﷺ کے غیر معمولی اوصاف کا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہت اثر ہوا۔انہوں نے اپنی سہیلی کے ذریعے حضرت ابو طالب کو نبی اکرم ﷺ کے رشتے کے لیے پیغام بھجوایا۔جسے نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا سے مشورے کے بعد قبول کر لیا۔شادی کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس اور نبی اکرم ﷺ کی عمر پچیس سال تھی۔یوں ان دونوں نیک روحوں نے نئی زندگی کا آغاز کیا اور تمام عمر ہمیشہ ایک دوسرے کا ساتھ دیا۔

شادی کو ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنا سارا مال، ساری دولت اور سارے غلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں گیں۔جس پر نبی اکرم ﷺ نے انہیں سمجھایا کہ دوبارہ سوچ لیں کیونکہ ایسا کرنے سے وہ سب مال نبی اکرم ﷺ کا ہو جائے گا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نہیں رہے گا۔لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ انہوں نے یہ فیصلہ سوچ سمجھ کر کیا ہے اس لیے وہ سب مال اور سب غلام نبی اکرم ﷺ کے حضور پیش کر رہی ہیں۔جس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "اگر تم نے سوچ لیا ہے اور سارا مال اور سارے غلام مجھے دے دیے ہیں تو میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرے جیسا کوئی دوسرا انسان میرا غلام کہلائے، میں سب سے پہلے غلاموں کو آزاد کر دوں گا"۔جب نبی اکرم ﷺ نے غلاموں کو آزاد کرنے کا اعلان کیا تو سب غلام چلے گے لیکن حضرت زید بن حارثہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ نے تو مجھے آزاد کر دیا ہے۔ مگر میں آزاد نہیں ہونا چاہتا میں آپ کے پاس ہی رہوں گا۔اس طرح حضرت زید نبی اکرم ﷺ کے پاس ہی رہے۔آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملنے والا سب مال واسباب بھی غربا میں تقسیم کر دیا۔ (از حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا بچپن)

امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفات نو بیلجیئم کی (آن لائن) ملاقات

(فرح عزیز از شعبہ واقفات)

سوال:۔ایک وقفہ نو کی جانب سے قرآنی وعدہ کا ذکر کرتے ہوئے کہ مقدس زمین راستبازوں اور نیک لوگوں کو ملے گی، دریافت کیا گیا کہ اس وقت فلسطین کے لوگوں پر بہت ظلم ہو رہا ہے آپ کے خیال میں کب تک یہ زمین رستباز اور نیک لوگوں کو ملے گی اور حقیقی امن قائم ہو گا؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ: جب لوگ راستباز ہو جائیں گے عباد الصالحین بن جائیں گے تو یہ ہو جائے گا، اگر احمدی بڑی تعداد میں ہو جائیں گے۔اگر سورہ بنی اسرائیل کا پہلا رکوع پڑھو تو اس میں بھی اس بات کے متعلق تفسیر لکھی ہوئی ہے اور یہی اللہ تعالیٰ نے کہا تھا کہ یہودیوں کو زمین دو دفعہ ملے گی۔پہلی دفعہ ملے گی، پھر یہ لوگ بیہودہ حرکتیں کریں گے۔بغاوت کریں گے، اللہ تعالیٰ کے حکموں سے پرے ہٹ جائیں گے، ظلم کریں گے تو ان سے زمین چھن جائیں گی اور پرانے زمانے میں وہ زمین چھینی گئی، ایک بادشاہ نے اس کو چھین لیا۔پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وہاں آباد کر دیا، دوبارہ آباد اس طرح کر دیا کہ یہودیوں کو اس طرح براہ راست زمین تو نہیں ملی لیکن رومن امپائر کے ذریعے سے وہاں زمین مل گئی۔وہاں رومن امپائر میں عیسائی بھی تھے، ان میں یہودی بھی تھے اور وہ توریت کو ماننے والے تھے، اس کے بعد پھر زمین ان کے ہاتھ سے نکل گئی پھر مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی، پھر دوبارہ ان کو مل گئی۔تو اب اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں بھی عباد الصالحین پیدا ہونے والے ہیں، اس لیے پہلے تو ہمیں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا ایسا بندہ بنانا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں صالحین ہوں، اپنے آپ کو ہم خود نہ سمجھیں کہ ہم تقویٰ پر چلنے والے بہت نیک ہیں۔ہم نے لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ لیا تو ہمارا حق بن گیا کہ اب ہر چیز جو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے ہمیں ملے۔اللہ تعالیٰ کے وعدے ہمارے سے بھی اس وقت ہیں جب تک ہم نیک عمل کریں گے، اللہ تعالیٰ کا حق ادا کریں گے، اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حق ادا کریں گے اور جو اس کے حکم ہیں اس کے اوپر عمل کرنے کی کوشش کریں گے تو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ

الصلوٰۃ والسلام کو اسی لیے بھیجا تھا کہ وہ اسلام کی تعلیم جو آنحضرت ﷺ لائے تھے، اس کو یہ مسلمان بھول بیٹھے ہیں اور اس پر عمل نہیں کر رہے، اس کو صحیح طرح لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے اور ان کو بتایا جائے کہ تم لوگ اسلام کی صحیح تعلیم پر عمل کرو اور ایک جماعت قائم کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ایک جماعت قائم کی اور اس آنے والے مسیح اور مہدی کے زمانے کی پیشگوئی قرآن مجید میں سورہ جمعہ اور آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے حدیث میں بھی فرمادی۔ اب اگر ان کو دوبارہ حکومت ملی اور وہ ظلم کر رہے ہیں تو یہ ٹھیک ہے کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ ان سے حکومت چھن جائے گی، مگر کب یہ خدا بہتر جانتا ہے کب عباد الصالحین پیدا ہوں گے اور عباد لصالحین ہم میں سے جب ہوں گے تو وہ ہمیں ملے گی۔ اور عبد الصالحین کا مطلب یہ کہ دعائیں کرنے والے اور نیک عمل کرنے والے لوگ ہوں گے، تلواروں کے ذریعے سے نہیں ملے گی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ اور جدال آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی، حدیث کے مطابق بند کر دی۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم لوگوں کو دعاؤں کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ ہم دعا کریں گے، اپنے عمل نیک کریں گے، اللہ تعالیٰ کا حق ادا کریں گے، اس کے بندوں کے حق ادا کریں گے تو پھر ان ظالموں سے بھی ہمیں نجات مل جائے گی۔ تو فلسطینیوں، عربوں اور مسلمانوں کو بھی، ہمیں، سب کو یہ سوچنا ہوگا کہ عباد الصالحین کس طرح بننا ہے اور زمانے کے امام کو مان کے اس کے پیچھے چلنے سے بننا ہے یا کم از کم اتنی تو حالت پیدا کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے عمل پسند آنے لگ جائیں۔ زمین تو واپس ملے گی! لیکن یہ جو ظلم کر رہے ہیں، یہ تو ظاہر ہے کہ ان سے ایک وقت میں یہ زمین چھن جائے گی کب چھنے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور پھر جو نیک لوگ ہوں گے ان کو ملے گی اور نیک لوگ وہی ہوں گے جو اب للہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے ہوں گے اور اس زمانے میں میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے زیادہ اکثریت ان کی ہوگی جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے۔ یہ ظلم جو فلسطینیوں پر ہو رہا ہے، یہ ظلم ان کو لے بیٹھے گا، یہ تو میں ان کو مختلف ذریعہ سے کئی دفعہ پیغام بھیج چکا ہوں۔ زبور میں یہ بات لکھی ہے اور زبور کی باتیں ہی ہیں جو سورہ الانبیاء میں بیان کی گئی ہیں اور اس کی تفسیر اگر تمہیں اردو پڑھنی آتی ہے تو تفسیر کبیر میں پڑھ لو۔ سورہ بنی اسرائیل اور سورہ الانبیاء کے پہلے رکوع میں دو آیتیں ہیں، اس میں تفصیل سے تمہیں پتا لگ جائے گا اور اس میں بائبل کے حوالے بھی تمہیں مل جائیں گے کہ بائبل نے یہودیوں کو کیا کہا تھا؟

کیونکہ اس وقت تو وقت نہیں، وہ لمبا بیان ہے، اور دونوں حصے پڑھ لینا سورہ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع میں دو آیات اور سورہ الانبیاء کی ایک آیت۔ اور اتفاق سے ان دونوں سورتوں کی ان آیات کی تفسیر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی اچھی کی ہوئی ہے۔ بلکہ لجنہ کو چاہیے کہ یہ آیتیں نکال کے جماعتی طور پر بھی ان دونوں سورہ بنی اسرائیل کی دو آیات اور سورہ الانبیاء کی ایک آیت کی تفسیر نکال کے لوگوں میں تقسیم کریں، آج کل کے حالات کے مطابق یہ بڑی اہم ہیں۔ انگلش، اردو، دونوں میں مل جائیں گی۔ (روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 30 نومبر 2023)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرما اور محمد ﷺ کی پیروی کرنے والوں پر بھی جس طرح تو نے رحمتیں نازل فرمائیں ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی آل پر یقیناً تو ہی تعریف کیا گیا، بزرگی والا ہے

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اے اللہ تعالیٰ! محمد ﷺ پر برکتیں نازل فرما اور محمد ﷺ کی پیروی کرنے والوں پر جس طرح تو نے برکتیں نازل فرمائیں ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی آل پر یقیناً تو ہی تعریف کیا گیا، بزرگی والا ہے

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَمَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَ بَارِکْ لَنَا فِیْ عُمْرِہٖ وَ اَمْرِہٖ

ناصرات کارنر

تلاوت قرآن مجید اور اس کی برکات

(یہ مضمون مجلس درامن کی ناصرات علیشہ اور ایمان نے اپنی سیکرٹری ناصرات کی مدد سے ترتیب دیا ہے)

قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کی پیاری کتاب ہے۔ جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی اور جس کو دنیا بھر میں، بڑی تعداد میں حفظ کیا گیا اور بے شمار مسلمان اسے روزانہ پڑھتے ہیں، اس کی تلاوت کرتے ہیں اس مبارک کتاب کی تلاوت کی بہت سی برکات ہیں۔ اس کا ایک لفظ پڑھنے سے 10 نیکیاں پڑھنے والے کے حق میں لکھ دی جاتی ہیں اور 10 بدیاں اس کے اعمال سے مٹا دی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی فضیلت، برکات، اور آداب قرآنِ کریم میں مختلف جگہوں پر بیان فرما ہیں۔ جہاں تک قرآنِ کریم کی **فضائل و برکات** کا تعلق ہے، سورہ بنی اسرائیل 79 آیت بیان کی جاسکتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **"فجر کی تلاوت کو اہمیت دیں یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اس کی گواہی دی جاتی ہے۔"**

یعنی فجر کی تلاوت کو اہمیت دیا کرو، کیونکہ یہ آخری روز انسان کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ آپ ﷺ جن پر یہ برکت والی کتاب نازل ہوئی، وہ نہ صرف خود اس کی تلاوت کرتے بلکہ سب کو اس کی برکت اور اہمیت کو بیان کرتے اور تلاوت کی تلقین کرتے۔ ایک جگہ آپ ﷺ فرماتے ہیں "اپنے گھروں میں کثرت سے تلاوت قرآنِ مجید کیا کرو۔ یقیناً وہ گھر جس میں قرآنِ کریم پڑھا نہ جاتا ہو، اس میں خیر کم اور شر زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ گھر اپنے رہنے والوں کے لیے تنگ پڑ جاتا ہے۔ (کنز العمال، حدیث نمبر ۴۱۴۹۶/(http//www.alfazlonline.org/05/11//2020)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "قرآن کو تکیہ نہ بناؤ اور رات دن کے وقت میں اس کی ٹھیک ٹھیک تلاوت کرو اور اس کے پڑھنے پڑھانے کو رواج دو اور اس کے الفاظ کو صحیح طریقے سے پڑھو اور جو کچھ قرآن میں بیان ہوا ہے ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے اس پر غور و فکر کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اس کی وجہ سے کسی دنیوی فائدے کی خواہش نہ کرنا بلکہ خدا کی خوشنودی کے لیے اسے پڑھنا۔" (مشکوۃ المصابیح)

سوڈوکو

6	3	5		2	
4					3
	6		3	5	
5	4		2		
			1	4	
1	2	4	6		

ایک بال میں دس مچھلیاں ہیں

دو ڈوب گئیں ہیں

چار چلی گئیں ہیں

تین مر گئیں ہیں

بال میں کتنی باقی رہ گئی ہیں؟

جواب:۱۰

۵غلطیاں ڈھونڈیں

NASIRATS SIDER:

Ramadan

(Inaya Ahmed, Mayare Awwal, Majlis Nittedal)

Ramadan er den niende måned, i den islamske kalenderen. Den er også en velsignelse fra Allah. Under ramadan faster muslimer fra før soloppgang til solnedgang. For de som er syke eller reiser kan de ta igjen fasten senere. Fasten fører til spirituell utvikling hos oss. Fasten er også en av islams fem søyler.

Dr. Abdus Salam

(Eliza Sumbal Shah, Majlis Follo, Mayre doem)

Dr. Abdus Salam var en pakistansk fysiker som fikk nobelprisen i fysikk i 1979. Han vant prisen sammen med Steven Weinberg og Sheldon Glashow. Han fikk nobelprisen i fysikk for sitt bidrag. Han ble født 29. januar 1926, og han døde 21. november 1996. Noen priser han har vunnet er nobelprisen i fysikk, Royalmedaljen og Hughesmedaljen. Noen av bøkene han har skrevet er; "Unification of Fundamentals Physics forces" og "Science in the 3rd world."

Professor Abdus Salam

(Aira Khan, Majlis Follo, Mayare saum)

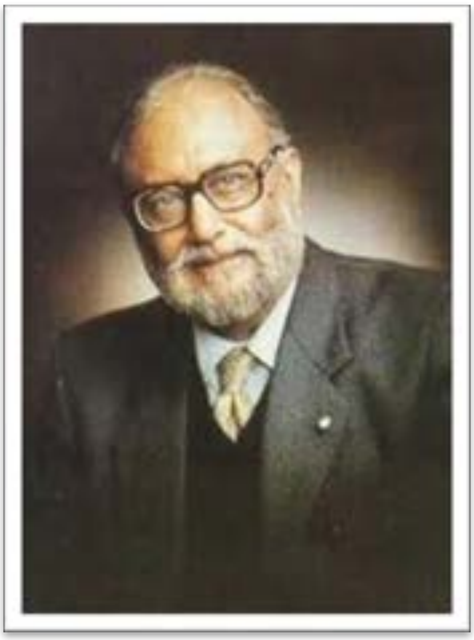

La meg fortelle deg om en veldig smart mann som het Abdus Salam. Han var en superflink forsker, og kom fra Pakistan. Det som gjorde ham så kjent, var at han fant ut hvordan elektrisitet og noen krefter i naturen jobber sammen. Han fikk til og med nobelprisen i fysikk, i 1979, for oppdagelsen han gjorde.

Dr. Abdus Salam ønsket også at alle barn i hele verden skulle lære om vitenskap, og han startet til og med International Center for Theoretical Physics (ICTP) i Trieste, Italia. Det er et sted hvor forskere fra hele verden kan jobbe sammen, og lære mer om teoretisk fysikk. Han ønsket virkelig å gjøre vitenskap tilgjengelig for alle, uansett hvor de kom fra.

Dessverre opplevde han politisk motstand i Pakistan, på grunn av hans tilhørighet til Ahmadiyya Muslimsk Trossamfunn.

Selv om han fikk anerkjennelse internasjonalt, ble han ikke alltid fullt ut verdsatt i Pakistan. Han var virkelig en smart mann og en stor inspirasjon for mange. Håper flere av oss barna kan bli inspirert av hans arbeid. Amen.

Waqfat nau møte med Hudoor (aba) i Belgia

(Shumaila Mahmood, Majlis Nordstrand)

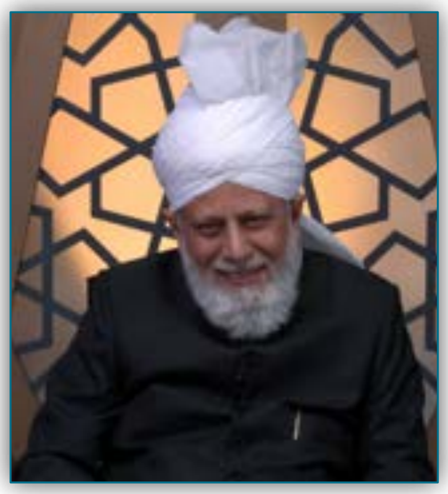

En Waqfat nau spurte med henvisning til Koranen, som nevner det hellige landet for de rettferdige og gode, mens folket i Palestina opplever mye urett. Når vil denne jorden bli returnert til de rettferdige og gode menneskene, og når vil sannferdig fred etableres?

Til dette svarte Hudoor (aba) at så lenge folk ikke blir rettferdige, vil det heller ikke bli noe rettferdighet. Hvis Ahmadiyya muslimsk trossamfunn vokser i antall – hvis du leser det første avsnittet av sura Bani Isra'il, er det også en tolkning av dette, og dette er hva Gud har sagt, at jødene vil få landet to ganger – første gangen de får det, vil de handle uanstendig. De vil opprøre, ignorere Guds bud, gjøre urett, og jorden vil bli tatt fra dem. I gamle dager ble landet tatt fra dem av en konge. De fikk aldri landet tilbake direkte, men det ble gitt til dem delvis gjennom Romerriket. Det var også kristne blant Romerrikets folk, inkludert jøder som fulgte Toraen. Senere ble landet tatt fra dem igjen, og det falt i hendene på muslimer. Deretter ble det gitt tilbake til dem. Så hvis dette betyr at det også vil oppstå rettferdighet blant muslimene, må vi først forsøke å bli de tjenerne av Gud, som Gud anser som rettferdige. Vi bør ikke selv anta at vi er veldig gode til følge Gud bevisst, kun ved at vi sier «Det er ingen Gud unntagen Allah, og Muhammad er Hans profet». Vi kan ikke bare tro at kun dette gjør oss til sanne troende, og at nå vil at Gud har lovet oss, bli gitt til oss. Så lenge vi utfører gode handlinger, oppfyller pliktene Gud har pålagt oss, oppfyller rettighetene til Guds tjenere og forsøker å handle i tråd med Hans bud, først da kan vi ansees som sanne troende. Gud har sendt den utlovede Messias (as) i denne tiden. Han ble sendt for å undervise samme lære som profeten Muhammad (sa) brakte, men folk har glemt ham, og de praktiserer ikke hans lære riktig. Det er nødvendig å presentere hans lære på riktig måte for menneskene og fortelle dem at de bør handle i samsvar med den sanne læren av islam, og etablere en samfunnsgruppe. Gud har også opprettet en samfunnsgruppe gjennom den utlovede Messias (as) og forutsagt ankomsten av Messias og Mahdi i Koranen i sura Jummu'ah og i hadith, gjennom profeten Muhammad (sa). Hvis de nå igjen får makten og fortsetter med undertrykkelse, er det i samsvar med Guds løfte om at de vil miste makten. Imidlertid vet kun Allah når rettferdige mennesker vil dukke opp. Når de er blant oss, vil vi bli gitt hjelp. Rettferdige betyr de som ber og utfører gode handlinger, ikke de som bruker sverd. Etter ankomsten til den utlovede Messias (as) stanset han kriger og konflikter, i samsvar med profetien til profeten Muhammad (sa). Dette betyr at vi må vende vår oppmerksomhet mot bønn, utføre gode handlinger, oppfylle Guds rettigheter, og rettighetene til Hans tjenere, slik at vi kan bli reddet selv fra de urettferdige.

Palestinere, arabere og muslimer også - vi må alle tenke på hvordan vi kan bli rettferdige og følge lederen av vår tid, i det minste skape forhold der våre handlinger blir godtatt av Allah. Landet vil bli gitt tilbake! Men den uretten som blir påført palestinerne, den uretten vil bli straffet. Det er åpenbart at landet vil bli tatt fra dem på et tidspunkt. Når dette vil skje, vet kun Allah, men når det skjer, vil de rettferdige bli belønnet, de som oppfyller Guds rettigheter og følger Hans befalinger. Jeg tror at flertallet av disse rettferdige vil være de som aksepterer den utlovede Messias (as). Den uretten som pågår mot palestinerne, vil føre til deres nederlag. Jeg har sendt dem budskap flere ganger gjennom forskjellige kanaler. Dette er nevnt i Salmenes bok, og detaljene finnes i Tafsir Kabeer hvis du kan lese urdu. Sura Bani Isra'il og sura Al-Anbiya inneholder to vers som gir detaljer. Hvis du har tid til å lese disse versene, vil du forstå, og du vil også finne referanser til Bibelen. Les de to versene i begynnelsen av sura Bani Isra'il og et vers i begynnelsen av sura Al-Anbiya, og detaljert tolkning av disse versene er gitt av den utlovede Messias (as). Det betyr at vi må rette oppmerksomheten mot bønn, utføre gode handlinger, oppfylle Guds rettigheter og rettighetene til Hans tjenere, slik at vi kan bli reddet, selv fra de urettferdige." (*Kilde: Al-Fazl International, 30.november 2023)*

han snart ansvaret for å ta vare på profeten (sa) til profetens onkel, Hadrat Abu Talib. Onkelen var klar over at dette barnet ikke var som alle andre.

I denne perioden var Mekka preget av forskjellige former for ondskap. Likevel beskyttet Allah profeten Muhammad (sa) fra all slags urenheter, og veiledet han på den rette vei. Allah økte kjærligheten og respekten for profeten, i menneskers hjerter. Selv i ung alder utmerket han seg med elskverdige vaner, og ryktet om profeten (sa) spredte seg overalt. Profeten Muhammad (sa) sin lydighet, respekt for eldre og evne til å unngå konflikter med de yngre ble beundret. Han talte alltid sannheten, og avholdt seg fra å bruke noe som ikke var i samsvar med hans moraler. Han var barmhjertig mot de fattige, og hans vilje til å hjelpe de som trengte det var tydelig.

Profeten Muhammad (sa) begynte selv i ung alder å reise på handelsreiser med sin onkel, Abu Talib. Denne praksisen utviklet seg, og profeten (sa) valgte handel som sitt yrke. Ettersom tiden gikk spredte ryktet seg om ham, og folk begynte å kalle profeten for ærlig og pålitelig.

Hadrat Khadijah (ra), en velstående kvinne i Mekka, ble sterkt påvirket av profetens (sa) ærlighet. Hun støttet de fattige, foreldreløse og enker med sin formue, og ved å bruke sine midler til å støtte Allahs sak, opplevde hun velsignelser i sin virksomhet. Hun ble anerkjent som en av de mest velstående kvinnene i Mekka. Da profeten (sa) deltok i handel med sin onkel, Abu Talib, og Hadrat Khadijah (ra) fikk vite om dette, viste hun tillit til profeten (sa) og tilbød å doble belønningen hans sammenlignet med andre handelsmenn, dersom profeten (sa) tok med hennes varer til Syria. På grunn av profeten (sa) sin ærlighet resulterte denne handelen i en betydelig fortjeneste både for profeten (sa) og for Hadrat Khadijah (ra).

Hadrat Khadijah ble ytterligere overbevist om profetens (sa) ekstraordinære kvaliteter etter handelsavtalen med profeten (sa). Da hun fortalte om disse kvalitetene til sin fetter, Waraqah bin Nawfal, en kjent kristen lærd, erkjente han at disse kvalitetene var tegn på at profeten (sa) ikke var en vanlig mann, men snarere en profet for den kommende nasjonen. Hennes overbevisning vokste, og hun sendte budskap til profetens (sa) onkel, Abu Talib, om å foreslå henne som en passende ekteskapskandidat via sin venninne. Profeten (sa) aksepterte dette forslaget etter konsultasjon med sin onkel. Ved bryllupstidspunktet var Hadrat Khadijah førti år gammel, mens profeten (sa) var tjuefem. Dermed begynte de to et nytt kapittel av livet sammen, alltid støttende og sammen med hverandre.

Kun noen få dager etter bryllupet tok Hadrat Khadijah (ra) en bemerkelsesverdig beslutning. Hun presenterte all sin rikdom, eiendom og slavene til profeten (sa) som en gave. Selv om profeten (sa) gjentatte ganger forsøkte å få henne til å revurdere denne beslutningen, insisterte hun på at hun hadde tatt den med full forståelse. Profeten (sa) aksepterte gavene og annonserte at han først og fremst ville frigjøre alle slavene, fordi han sa at han ikke ønsket å ha et menneske som seg selv som en slave. Hadrat Zaid bin Harishah var også blant disse slavene, men han valgte å forbli hos profeten (sa) av fri vilje, han sa «Du har frigjort meg, men jeg ønsker ikke å forlate deg, derfor vil jeg alltid forbli hos deg». På denne måten ble han værende hos profeten og han ble adoptert som hans sønn. Deretter delte profeten (sa) ut all formue og midler som ble gitt av Hadrat Khadijah (ra) blant de fattige og trengende. Dette var et eksempel på den store sjenerøsiteten til Hadrat Khadijah og profetens (sa) omsorg for de mindre privilegerte i samfunnet.

WAQFAT NAU AVDELING:

Biografien til profeten Muhammad (sa)

(Khafia Shahid, Majlis Baitun Nasr)

Biografien til profeten Muhammad (sa) gir oss et dypt innblikk i livet til en inspirerende og enestående person – det beste mennesket blant oss alle. Hans liv var fylt med hendelser som viser hvor spesiell han var. Profetens historie begynner lenge før hans fødsel. Den begynte allerede da profeten Abraham (as) ba til Allah om at det skulle bli født en profet blant hans etterkommere, og at Kaba skulle beskyttes. Allah aksepterte denne bønnen, og det var begynnelsen på forberedelsene til profeten Muhammad (sa) sin ankomst til denne verden.

Profeten Muhammad (sa) ble født den 12. Rabi' al-Awwal, den 20. april, år 571 e.kr. Dette var en gave fra Allah til hans mor, Hadrat Amina. Hans foreldre, Hadrat Abdullah og Hadrat Amina, tilhørte en edel familie. Faren til profeten (sa) drev med handel. Kort tid etter sitt bryllup ble han alvorlig syk under en forretningsreise til Syria, og gikk bort under denne reisen, noe som var en stor prøvelse for Hadrat Amina. På grunn av hennes gode karakter og tålmodighet, valgte Allah å trøste henne ved å vise gjentatte drømmer som indikerte at hun ville bli velsignet med en høyt rangert sønn, denne sønnen fikk navnet Muhammad.

På profetens (sa) tid, var det vanlig blant araberne å sende sine barn til landsbyene for å vokse opp i et sunt miljø, utvikle mot, sjenerøsitet og samtidig lære arabisk. Derfor ble ansvaret for omsorgen til profeten (sa) gitt til pleiemoren Halima Sadia, som tok profeten (sa) med seg til sin landsby. Under denne perioden forekom det en bemerkelsesverdig hendelse. En dag da profeten (sa) var ute sammen med Abdullah, som var sønnen til Hadrat Halima, og passet på geiter, kom det to menn kledd i hvitt med en bøtte med snø til profeten (sa) og plasserte ham på bakken. De åpnet brystet til profeten (sa) og fjernet en svart substans som de kastet bort. De tok ut og vasket hjertet til profeten (sa) med snø, til det ble rent for å så plassere det tilbake i brystet til profeten (sa). Sønnen til Hadrat Halima var et vitne til dette. Han ble skremt og løp til sine foreldre og fortalte dem at profeten Muhammad (sa) hadde blitt drept. De løp til profeten (sa), men da de nådde han fant de hverken blod eller noen andre mennesker på stedet. Profeten (sa) sto der alene med et blekt ansikt. Først ble Hadrat Halima glad for at profeten (sa) var trygg, men da profeten (sa) fortalte hva som hadde hendt, ble hun skremt og bestemte seg for å sende profeten (sa) tilbake til hans familie i Mekka. Denne hendelsen kalles Shakke Sadr, og var et slags syn som Abdullah også var vitne til. I dette synet hadde engler kommet til profeten (sa) for å rense hjertet hans og fjernet alle urenheter. Profetens (sa) hjerte var allerede rent, denne hendelsen var en symbolsk handling som understreket at kjærligheten for det verdslige ble fjernet, og at han ble gitt åndelig kunnskap.

Hadrat Amina elsket sin sønn, men hun fikk ikke muligheten til å ta vare på ham lenge. Da hun en gang reiste med sin sønn for å besøke sin avdøde manns grav, ble hun syk på hjemreisen og gikk bort. I en alder av 6 år hadde profeten (sa) mistet begge sine foreldre. Etter hennes bortgang tok bestefaren til profeten (sa) vare på ham. Hadrat Abdul Muttalib elsket profeten Muhammad (sa), han bar ham på sine skuldre og spiste aldri uten ham. Ettersom han var blitt gammel, overga

Tyrkisk sarma

(Shaista Basit, Majlis Nordstrand)

Dette er en rett med drueblader.
Bladene inneholder vitamin C, A og K - dermed er de bl.a. gunstig for immunforsvaret.

Bladene har også mye fiber og har lite kalorier. Dette er en vegetarrett. Visste du at forskningen viser at vegetarkost kan bidra til å forebygge sykdommer? Deriblant diabetes type 2, hjerte- og karsykdommer og noen typer kreft.

Oppskrift

Ingredienser:
2 ss rapsolje
1/2 finhakket løk
2 bs tomatpuré
4-5 dl bulgur
1 ts rød chilipulver
1 ts pepper
1 ts tyrkisk paprikapulver
1/2 ts hvitløkspulver
Drueblader (ferdigkokt, kjøpes på innvandrerforretninger)

Fremgangsmåte:
1. Stek løken i olje til den er myk og gyllen. Tilsett resten av ingrediensene til fyllet. Avkjøles.
2. Ta av stilken på bladet. Legg en stripe av fyllet på bladet. Brett innover på begge sider og rulle til en sigarform.
3. Legg alle sarmarullene tett i tett i en kjele og tilsett kokende vann, slik at rullene er dekket med vann. Etterfyll med kokende vann ved behov.

HELSE AVDELING:

God helse hjelper i vårt åndelige arbeid

(Shaista Basit, Majlis Nordstrand)

Kroppen og sjelen har en dyp tilknytning. Det sies at kroppen er skallet og sjelen er kjernen. Kroppen omtales også som serviset og sjelen som det som settes på. Mennesket holder det rent der det bor, slik at det også holder en selv ved like. På samme vis er sjelens bopel selve kroppen. Hvis kroppen forblir sunn, vil sjelen også være sunn.

Den ærverdige profeten (sa) sa at for at sjelen skal utvikle seg, er det nødvendig å ta vare på kroppen. Hvis kroppen har det bra, vil sjelen også ha det bra. Hvis helsen er dårlig, eller at man en dag har vondt i hodet vil dette også spille inn på tilbedelsen. Da fullfører man ikke forsamlingsbønnen slik man skal. Det er kun en som er ved god helse, som kan fullføre den frivillige morgenbønnen og de ekstra frivillige bønnene, slik man bør. Kun en som er ved god helse, kan resitere Koranen med sann glede. Den som ikke er syk, klarer å ta vare på sine nære og kjære. Hvis en person er syk, eller har vondt i ryggen, hvorledes skal det ha ork til å møte andre? Den ærverdige profeten (sa) har sagt at en sterk og sunn troende, er bedre i Guds øyne, enn en som er svak og syk. For at man skal klare å utføre sine åndelige plikter, er det viktig å ha god helse. Vår kjære kalif, må Allah være hans hjelper, sa ved en anledning til de unge i trossamfunnet at en sunn kropp hjelper i den sanne oppnåelsen av livet.
Eksperter har også uttalt seg vedrørende dette emnet. Det ble spurt om livet er verdt å leve. Har man helsen i behold, vil det selvsagt være lettere.

Det er et velkjent ordtak som sier at det rette intellektet er inne i den sunne kroppen, og det er det som tar de riktige avgjørelsene. Den ærverdige profeten (sa) rådet sine ledsagere om at det er to velsignelser som ved å ikke verdsettes, kan føre til skade. Det ene er helsen, og det andre er å være fri.

I Koranen, der Hadrat Taluts kongedømme omtales, er det berettet om at folket i denne nasjonen nektet å adlyde ham. Allah nevnte da at han har mye kunnskap, er sterk i kroppen og vil utrette mye i en religiøs sammenheng.

Å følgere av Den utlovede Messias! Hvis du ønsker å oppnå glede og kjærlighet til Allah, ved å gjøre religiøst arbeid, så vær spesielt oppmerksom på helsen din. I den grad vår helse er god, kan vi bruke mer tid på religiøst arbeid.

Må Allah velsigne oss alle med åndelig og fysisk helse og gjøre oss i stand til å utføre våre tjenester med perfekt helse. Amen.

Kilde: Al-Fazl 9. desember 2021

Miljøet og livsstilen i Qadian og Peshawar var veldig forskjellig, og bruden var i ung alder. Imidlertid overøste Hadrat Amma Jaan henne med sin kjærlighet og omsorg fordi hun visste at Sayyida Sarwar Sultan skulle videreføre slekta til Den utlovede Messias (as). Ekteskapet fant sted i ung alder, men hun håndterte dette forholdet med ekstrem modenhet. Hadrat Nawab Mubaraka Begum Sahiba uttaler: "Da ekteskapet til Hadrat Miyan Bashir Ahmad Sahib fant sted, var de bare barn etter dagens standarder, men tilbrakte de første dagene sammen med stor verdighet. Jeg så ingen umodenhet eller barnslighet, ingen krangler i noen sak. Da de ble gift, var det ingen fellespunkter i væremåten, oppførsel, klær eller til og med språk. Og hun var fortsatt en naiv, ung jente. I mange tilfeller kunne ting ha endt opp med krangler, men de håndterte det med slik verdighet at slike eksempler er sjeldne." (Seerat Hadrat Umme Muzaffar, Side: 6.5)

Hadrat Sayyida Sarwar Sultan Sahiba var svært opptatt av renslighet og forventet også dette fra andre. Hadrat Amma Jaan pleide å bemerke hennes forkjærlighet for renslighet: "Sarwar Sultan har en tendens til renslighet til det punktet at det er en besettelse." Hun la spesielt vekt på renslighet i hjemmet sitt, sengetøy, kjøkkenredskaper, kjøkkenet, og ethvert hjørne av huset. Hun likte å reise og pleide å reise regelmessig. Hun tok godt vare på ektemannen sin. Hennes sønn, Mirza Muzaffar Ahmad Sahib, beskriver karakteren hennes slik: "Du hadde dyp respekt for Hadrat Amma Jaan. Du hadde som rutine å tilbringe tid med Hadrat Amma Jaan frem til formiddagen, etter å ha fullført daglige gjøremål og sendt barna på skolen og Abba Jaan på kontoret... Hadrat Amma Jaan pleide å si, 'Jeg har stor respekt for Sarwar Sultan. Hun tar veldig godt vare på sønnen min.'" (Seerat and Swaneh Hadrat Sayyida Sarwar Sultan Sahiba, Forfatter og Samler: Professor Nasim Sayyida Sahiba, Side: 544, Khadijah Issue 1, 2013)

Under de årlige årskonferansene, pleide hun å ta vare på gjestene sammen med Hadrat Amma Jaan og Hadrat Umme Nasir. Hun var også med på å lage tråd til "Ahmadiyyat-flagget". Hennes skrivestil var utmerket. Følgende artikler av henne ble publisert i "Khatam al-Nabiyyin"-utgaven av avisen Al-Fazl:

- Følgesvennenes lojalitet til Den ærverdige profeten (sa).
- Prinsipper for oppdragelse av barn i henhold til Den ærverdige profeten (sa).
- Ekteskapene til Den ærverdige profeten (sa) er bevis på din fullkommenhet.

Hun holdt en høy stilling i fromhet, forsiktighet og rettferdighet. Hun var en god kone og mor. Hun tok ansvar for utdanningen og oppdragelsen av barna. Hun lagde frokost til barna selv, og resiterte bønner før hun sendte dem på skolen, og resiterte bønner eller vers for helbredelse når hun ga dem medisin. Hun hadde et sterkt bånd med sine svigerforeldre og sine slektninger. Hun var ekstremt medfølende, omsorgsfull mot andre og stolte på Allah, den allmektige. Allah velsignet henne med et godt hjerte. Hun brydde seg alltid om behovene til andre, var snill mot de fattige, og når noen trengende kvinner kom til henne for hjelp, lyttet hun veldig oppmerksomt og ga bistand etter beste evne. Derfor var hun veldig respektert blant kvinnene, og de var ivrige etter å møte henne. Allah, den allmektige, velsignet henne med syv sønner og fire døtre, hvorav to døde i barndommen. En av sønnene hennes, Hadrat Mirza Muzaffar Ahmad Sahib, oppnådde mange religiøse og verdslige suksesser, og barnebarnet hennes, Mirza Ghulam Qadir, oppnådde status som martyr.

I de siste årene av livet hennes led hun av ulike sykdommer, men hun utviste stor tålmodighet og mot under den langvarige sykdommen. Alle mulige behandlinger ble forsøkt, men helsen hennes kunne ikke gjenopprettes, og til slutt, søndag 1. februar 1970, kl. 18.30, gikk hun bort.

Hadrat Mirza Nasir Ahmad, Khalifatul Masih III, må Allah være barmhjertig med ham, ledet hennes begravelsesbønn, og tusenvis av mennesker fra inn- og utland deltok i bønnen. Hun ble gravlagt ved siden av graven til Hadrat Mirza Bashir Ahmad Sahib.

Hadrat Sayyida Sarwar Sultan Sahiba

(Oversetteise av Samea Dar majlis Noor)

Den utlovede Messias (as) skrev: "Deretter ga Allah, den nåderike, meg gledelige nyheter i sin åpenbaring, og sa: 'Ditt hus vil fylles med velsignelser, og jeg vil oppfylle mine tjenester for deg, og blant de velsignede kvinnene, noen av dem du vil finne, vil din ætt øke sterkt, og jeg vil forbedre din slekt og gi velsignelser...'" (Samlingen av Annonser, Volum 1, Side 102)

Denne annonsen er ganske lang, men jeg har bare tatt med én del av den, som er: "'Og blant de velsignede kvinnene, noen av dem du vil finne, vil din ætt øke sterkt, og jeg vil forbedre din slekt og gi velsignelser.'" Det første navnet blant de velsignede kvinnene i familien til Den utlovede Messias (as) er Hadrat Amma Jaan. Deretter er navnene på døtrene hans, Hadrat Nawab Mubaraka Begum Sahiba og Hadrat Amtul Hafiz Begum Sahiba nevnt. Deretter er navnene på svigerdøtrene til Den utlovede Messias (as) nevnt, som videreførte hans ætt. En av disse velsignede personlighetene het 'Hadrat Sayyida Sarwar Sultan Sahiba,' som var kona til Mirza Bashir Ahmad Sahib som var den mellomste sønnen til Den utlovede Messias (as). Hun var velsignet med å bli svigerdatteren til Den utlovede Messias (as) og er også kjent i menigheten under navnet 'Umme Muzaffar.'

Hadrat Sayyida Sarwar Sultan hadde tilknytning til en troende familie i Peshawar, ledet av Hadrat Maulvi Ghulam Hasan Niazi Sahib, som fikk æren av å gi troskapsed til Den utlovede Messias (as), den 17. mai 1890. Han blir regnet for å være blant de 313 følgesvennene. Den utlovede Messias (as) nevnte han i sin bok "Azaala Auhaam" på følgende måte:

"Min kjære, for Allahs skyld, Maulvi Ghulam Hasan Peshawari Sahib, er for øyeblikket til stede hos meg i Ludhiana, bare med det formål å møtes. Jeg er trygg på at han er trofast og oppriktig, og frykter ikke kritikk fra kritikerne. Han bidrar lidenskapelig med 2 rupees månedlig. Jeg håper at de snart vil følge Allahs veier og utvikle den religiøse lære, fordi han er ren av natur." (Azaala Auhaam, Volum 2, Side: 540)

På grunn av hans edle natur, spurte Den utlovede Messias (as) om hånden til datteren hans, til sin mellomste sønn, Hadrat Mirza Bashir Ahmad Sahib. Han sa: "...Frem til nå har det i mitt hjerte vært et ønske om å arrangere et ekteskap for min mellomste sønn Bashir Ahmad, som er 10 år gammel og viser gode tegn hva gjelder helse, temperament og alle andre aspekter. Deres alder samsvarer også, derfor skriver jeg dette brevet til deg. I de kommende dagene vil jeg også søke veiledning angående denne saken, og det vil være nødvendig, med gjensidig tilfredshet, at i samsvar med tradisjonene i vår familie, bør du gjøre jenta kjent med de grunnleggende prinsippene i religiøs kunnskap til det punktet hvor hun kan lese og forstå oversettelsen av Den hellige Koranen, kjenne til bønner, faste, zakat og hajj, kunne lese og skrive brev. I tillegg ønsker vi å vite jentas navn og at dere besvarer dette brevet." I tillegg sa han (fred være med ham): "Siden begge er unge, vil ekteskapet bli utsatt tre år." (Seerat Hadrat Umme Muzaffar, Sidetall: 3)

Etter å ha mottatt brevet fra Den utlovede Messias (as), betraktet Hadrat Maulvi Ghulam Hasan Sahib (måtte Allah være tilfreds med ham) frieriet til sin datter som en stor ære, siden det var en respektert familie med høy status. Han skrev et brev tilbake hvor han uttrykte sin tilfredshet. Den 12. september 1902, forrettet Hadrat Khalifatul Masih I (må Allah være tilfreds med ham) ekteskapet til Hadrat Sayyida Sarwar Sultan Sahiba med Hadrat Mirza Bashir Ahmad Sahib. Den 10. mai 1906, nådde Den utlovede Messias (as), Hadrat Mirza Bashir Ahmad Sahib, og andre følgesvenner Peshawar fra Qadian, og vendte tilbake til Qadian med bruden den 16. mai.

Hazrat Ali[RA] beretter at Profeten Muhammad[SA] har sagt at: «Det vil komme en tid hvor islam ikke vil være annet enn sitt navn, Koran vil ikke være annet enn ord. Moskeene til den tidens folk vil se fulle ut fra utsiden men fra innsiden vil de være tomme for sannheten. Den tidens lærde vil være av de verste skapningene som er å finne under himmelen og ugjerninger vil starte hos dem.» *(Al fazl)*

Hazrat Abdullah bin Umar[RA] beretter at Profeten Muhammad[SA] har sagt at: «Mitt folk vil lide av det samme som Israels folk måtte undergå. Israels folk ble delt opp i 72 retninger, mitt folk vil også bli delt opp i 72 retninger og kun en av dem vil være den riktige mens resten vil havne i helvete.» Når følgesvennen så spurte Profeten[SA] hvilken retning som vil være den riktige svarte han følgende: «De som vil følge meg og mine eksempler.» (*Tirmidhi)*

Her er det viktig å nevne at det som i Hadith «*Min' wa' an*» er fortalt omhandler Ahmadiyya menigheten da vi i 1974 ble erklært som ikke-muslimer av den pakistanske nasjonalforsamlingen hvor 72 retninger var med i avgjørelsen. Takket være Allah den Allmektige ble Ahmadiyya menigheten velsignet med en hendelse som var forutsett av Profeten[SA].

Profeten Muhammad[SA] har sagt at mitt folk er et velsignet folk. Vi vet ikke hvorvidt dens første eller andre tid vil være den beste. Om Messias sitt komme under den siste tiden finner vi bevis i Surah Al Jumua *«Wa akhirina minn humm»*

Det finnes mange bevis på at tiden var moden for Messias sitt komme, men over er kun begrensede ting nevnt.

Hvor tydelig er ikke, Opprinnelsen av Alt lys Det omdanner universet til et speil For at øynene skal kunne se Hans refleksjon.	کس قدر ظاہر ہے نور اس مبداءالانوار کا بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
Et blikk på månen (i går kveld) Tok roen fra meg Fordi den hadde et blekt skinn Av min Kjærlighets strålende skjonnhet.	چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا
Et minne av Vidunderlighetens Vår Løper opprørsk i mitt hjerte, Si ingenting; snakk ikke om De berømte dårene Til tyrkerne eller tartarene.	اس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یاتاتار کا
Å min Elskede, over alt er en forunderlig utfoldelse Av Din Guddommelige Makt, Samme hvilken vei vi snur oss Leder den til Deg.	ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
Det er Din glans som slår Oppkommet av solens lys Enhver stjernes blink Banker med Ditt skinn. (Dikt fra Durr-e-Samin Oversatt av Maria Sellie)	چشمہ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

«Tiden var kommet for Messias[AS] sitt komme»

(Annum Saher Islam)

Fra starten har Guds Profeter kommet med budskap fra himmelen. De var en del av Guds lys og til det beste for verden. Men historien har fornektet slike lys og har gjort alt i sin makt for å slukke det lyset. Folk satte andre ved siden av Gud og gjorde *kufr;* noe som var gjennomgående i hele samfunnet. Folk glemte sin Skaper og falt i de dypeste brønner. Slike forhold var også å finne i Islam i det 14. århundre da Den Utlovede Messias[AS] ble av Gud valgt som den Messias som var lovet.

Før Messias sitt komme var tilstanden til Islam lik en syk mann sin tilstand. Gud hadde gitt beskjed til Hazrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani[AS] på forhånd at han var valgt som Messias og Den utlovede Messias[AS] spredde dette budskapet og budskapet om verdens tilstand videre til befolkningen. Det kommer tydelig frem av Hadith, vers i Koranen og historien til islam forøvrig at den muslimske befolkningen vil gå gjennom en tid fylt med frykt. Muslimene hadde islam som en del av sitt ytre, men deres hjerter var tomme og inneholdt et snev av troens påbud eller verdier. De var ikke kjent med hva deres mester, vår kjære Profet Muhammad[SA], hadde lært dem. Det var ingen som kunne veilede dem til den riktige veien på den tiden. Tilstander var av den art at man ikke kunne finne noen Hadith bøker eller islamsk litteratur i hele India. Et øst-indisk firma brukte sine forretningsreiser til å spre kristendommen noe som ledet til at mange store personligheter valgte å bli kristne og de samme frafalne menneskene begynte så å angripe islam. Islam begynte å svekkes mer og mer fra dag til dag og muslimer så opp til himmelen og ba om en skikkelse som kunne gjenopplive den sanne islam og vekke liv i Muhammad[SA] sin hage nok en gang.

Gud sin barmhjertighet nådde nye høyder og i 1889 ble Hazrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani valgt av Ham som den Utlovede Messias[AS] selv om Gud allerede før den tid hadde velsignet Den utlovede Messias[AS] med sin nåde. Men det var først i 1889 at han sto frem som Messias.

Ikke bare svarte han på de feilaktige påstandene til Aria Samaj og de kristne men viste også samtidig islams skjønnhet til både muslimer og ikke-muslimer. Det tok ikke lange tiden etter at han sto frem som Messias før lærde og andre begynte å angripe han med sine påstander og ba om tegn på sannheten til Den utlovede Messias[AS]. I 1894, i Asia, og i 1895, i Amerika, viste Gud disse tegnene som før aldri har vist seg.

Hazrat Imam Bakar[RA] sa følgende om de tegnene som ble vist: «To av tegnene som er vist som bevis for sannheten til vår Mahdi er slike at de aldri før har blitt vist som bevis på noen andre sin sannhet. For det første, tegnet om måneformørkelsen på den 13. Ramadan, og for det andre, solformørkelsen den 28. Ramadan. Disse tegnene har aldri før blitt vist på noen måte for noen andre.»

«En av misoppfatningene om disse teoriene er troen på Jumuah tul-wida/avkjedsfredagen som hevdes å være en dag for tilgivelse og barmhjertighet. Det sies, at dersom en person ikke drar til moskeen denne fredagen, vil han likevel bli tilgitt. Dersom man studerer hadith, finner man ingen henvisning til noe slikt. De siste ti dagene av ramadan er viet til ekstra bønner og Ittikaaf, men velsignelsene av fredager og Laylat al-Qadr er spesielle velsignelser som også er skjult i de ti siste dagene av Ramadan». (Fredagspreken, 23. januar 1998).

Realiteten er at ethvert troende menneske opplever spirituell modenhet, på et tidspunkt. Ved fødselen er ikke den spirituelle modenheten fullkommen. Etter fysisk modenhet kommer tid for spirituell modenhet. For noen er denne utviklingen i ungdomsårene, andre i voksen alder og noen i alderdommen. Det er når Allah beslutter om den troende har oppnådd spirituell modenhet, at han blir en evig tjener av paradiset. Dette er Laylat al-Qadr. Ramadan er ikke et krav for denne velsignelsen. Hver natt kan være Laylat al-Qadr for enhver troende. Allah er den barmhjertige og nådige, og Hans attributter vises til enhver tid. Derfor var det nødvendig å ha andre muligheter til å knytte bånd til Gud, bortsett fra de fast bestemte periodene. Det måtte også være andre individuelle bestemmelser av hans nådegaver som ankommer hele tiden. Så da kan en troendes Laylat al-Qadr være til enhver tid i løpet året. (Tafsir Kabir, bind 9, s. 328) Derfor skal vi be med stor viljestyrke. Må Allah tillate Laylat al-Qadr å gjenkomme i våre liv, og bringe med seg nye høyder, ny storhet og nye opphøyelser. Må englene stige ned med regnet av Allahs velbehag og tilfredshet. Må våre liv blomstre med styrker av håp, og må regnbuer av glede åpne seg og skape fred og ro i våre hjerter. Må Allah være med oss, når sjelene våre sier denne bønnen: «Du er min beskytter i denne verdenen og den kommende. La meg dø som muslim, og foren meg med de rettferdige».

Må Allah velsigne oss med Sin nåde i denne ramadan, og skape gudfryktighet som Han ønsker å se hos oss. Amen.

Fakta om Ramadan

(Laiba Mehmood, Majlis Ullensaker)

Å faste uten å gjennomføre Imsak er ikke tillatt, med mindre det er nødvendig.

I islam er det påbudt for muslimer å spise et måltid før soloppgang, altså Imsak, før man begynner å faste for dagen. Dette skyldes at det gir styrke og energi til personen som faster gjennom dagen. Imidlertid, hvis det av en eller annen grunn ikke er mulig for en person å spise dette måltidet, er det tillatt å faste uten det. Det er ikke forbudt å faste uten Imsak, men det er sterkt anbefalt å prioritere det, fordi det kan bidra til å gjøre fasten lettere og mer håndterbar. I tillegg er det flere gode grunner til dette, som blant annet:

1. Det gir kroppen energi og hjelper med å holde blodsukkernivået stabilt gjennom dagen, noe som kan bidra til å øke utholdenheten og produktiviteten.
2. Det bidrar til å regulere metabolismen; når man spiser på morgenen, vil kroppen begynne å fordøye maten, og dette kan bidra til å regulere stoffskiftet og opprettholde god helse.

Hvem skal faste? Er det obligatorisk å faste for enhver muslim i ramadan?
I islam er fasten en av de fem søylene, og er obligatorisk for alle voksne og sunne muslimer som har nådd puberteten. Det betyr at fasten i ramadan er obligatorisk for enhver muslim, som er i stand til å utføre den. Imidlertid er det noen unntak fra fasten for personer som er syke, reisende, gravide, ammende mødre, eldre og personer med kroniske sykdommer. Disse personene kan utsette fasten og må fullføre den på et senere tidspunkt. Disse individene må også gi fidya. Fidya er en økonomisk kompensasjon som en person kan gi i stedet for å faste i løpet av ramadan. (*Kilde:* *www.alislam.org*)

- Allah befaler paradiset om å forberede klar for Hans tjenere som faster.
- Denne måneden er spesielt egnet for aksept av våre bønner (Al-Baqarah, 187).

<u>Spesifikke regler og opplysninger knyttet til faste.</u>
Ramadan er en velsignet måned fra Allah, fylt med nåde og velsignelser. Vi takker Allah for at denne tiden kommer igjen. Allah har foreskrevet noen fysiske handlinger som bønn, faste og pilegrimsreisen, for spirituell og moralsk utvikling. Faste er en av de fem grunnleggende søylene i islam, og er dermed en religiøs plikt. I det arabiske språket brukes ordet «saum» for faste, ordet «saum» betyr å stanse eller hvile.

Den grunnleggende forutsetningen for fasten er å avstå fra mat, drikke og enkelte væremåter som man ellers kan utføre i hverdagen. Faste handler ikke kun om å avstå fra mat og drikke, og Allah ønsker ikke å la menneske sulte eller tørste. Hensikten med fasten er å få en spirituell utvikling hos oss. Vi blir oppfordret til å begrense inntaket av mat, søvn og tale. Utførelse av bønner blir oppfordret, og man bør være tilbakeholden med å snakke unødvendig – og heller fokusere på å resitere Den hellige Koranen.

For de syke og reisende er det tillatt å fullføre fasten på et senere tidspunkt – før neste ramadan. Disse individene bør gi fidya (en religiøs donasjon for å de økonomisk trengende). Prisen fastsettes av trossamfunnet vårt, hvert år.

Under ramadan skal man også være oppmerksom på å be om tilgivelse (istighfar). Der det i tillegg er en tid for å utvikle gode vaner og selvdisiplin gjennom tålmodighet og takknemlighet.

Syed-ul-Istighfar: *"Å Allah, du er min Herre, det finnes ingen Gud unntagen Deg. Du har skapt meg, og jeg er Din tjener, og jeg holder fast ved ditt løfte og lover etter beste evne. Jeg søker tilflukt hos Deg fra alt ondt jeg har begått. Jeg anerkjenner Din nåde over meg, og jeg erkjenner mine synder. Så tilgi meg, for det er ingen som tilgir synder unntagen Deg."*

Hvis man gjør det til vane å resitere denne bønnen daglig, etter hver av de 5 daglig bønnene, med tro, oppmerksomhet og deretter dør samme dag, vil man tre inn i paradiset. Derfor bør vi i den velsignede måneden ramadan, søke styrke i denne bønnen - som var en favorittbønnene til profeten Muhammad (sa). I ramadan søker muslimer spirituelt fornyelse og nærhet til Allah gjennom bønn, faste og gode handlinger for våre medmennesker. Denne perioden er også en tid for å søke tilgivelse og gjøre de gode gjerninger, som bør bli en del av vår hverdag.

Når ramadan måneden begynner, skal alle troende voksne muslimer faste. Ifølge hadith uttrykker profeten Muhammad (sa) at alle de tre delene av ramadan er viktige. I den avsluttende fasen av ramadan, nærmere bestemt i de siste ti dagene, inntreffer en av de mest betydningsfulle nettene i islamsk tro, nemlig den guddommelige bestemmelsesnatten. I Bukhari er det en beretning, hvor Hadrat Ayesha (ra) utdyper følgende om de ti siste dagene av ramadan. Se etter Laylat al-Qadr/den guddommelige bestemmelsesnatten, i de siste ti nettene av ramadan. Vi skal tenke på fullførelsen av alle våre plikter, og huske på essensen av ramadan måneden. Det er en generell oppfatning i verdensreligioner at mennesker over lang tid, glemmer budskapet. De begynner å fjerne seg fra dens sanne lære. Dette fører til introduksjon av nye seremonier og ideer, og noen ganger resulterer dette i uvanlige tolkninger av frelse og tilgivelse.

For eksempel, når kristendommen begynte å forfalle, ble frelsen knyttet til troen på tomme trosretninger. På samme måte, når muslimer avviker fra den rette vei, begynner de å søke frelse i søkene til askese og helgener. Frelse er utelukkende knyttet til Allahs barmhjertighet, og kjernen ligger i å utføre gode handlinger og tilbedelse av Gud for å søke Hans barmhjertighet.
Når en person begynner å gå bort fra gudfryktighet, begynner han å forlate tilbedelsen av sin Herre og gode handlinger. På dette tidspunktet ønsker man bare å finne Aladdins magiske lampe, slik at man kan tilgis uten å utføre gode gjerninger, og fortsatt være slave av egne drifter, behov og begjær.

Måneden ramadan er velsignet

(Saba Ahmed, Majlis Nittedal)

Allah, den opphøyde sier: «Å dere som tror, det er foreskrevet dere å faste, liksom det var foreskrevet dem før dere, for at dere skal bli rettferdige…» (2:184)

Encyclopedia Britannica påpeker at det ikke eksisterer noen organisert religion i verden, som ikke har innført faste som en praksis. Vi ser imidlertid at da profeten Moses (as) gikk til Sinai fjellet, fastet han i førti dager og førti netter, uten å spise eller drikke noe. (2. Mosebok, kapittel 34, vers 28).

På tilsvarende måte finner vi referanser til fasten hos profeten David (as) i Salmenes bok kapittel 35, vers 13. Videre står det skrevet om profeten Jesus (as) "Og da han hadde fastet i førti dager og førti netter, ble han til slutt sulten." (Matteus kapittel 4, vers 2).

Det er også nevnt at Jesus (as) ga sine disipler råd om at når de faster skal de ikke vise tristhet, som hyklere gjør. Etter jødedommen og kristendommen finner vi også forskjellige former for faste i hinduismen, jainismen og zoroastrismen. Detaljer om deres fastepraksis er dokumentert i Encyclopedia Britannica. I islam er det slik at enhver myndig voksen person er pålagt å faste i måneden ramadan. Allah, den opphøyde, sier i Koranen:

"Måneden ramadan er den hvor Koranen ble åpenbart, (som) rettledning for menneskeheten og med klare bevis på rettledningen og den som skjelner (mellom sannhet og falskhet). Derfor skal den som er vitne til denne måneden faste i den." (2:186)

Den utlovede Messias (as) har uttrykt følgende: «Sufier har skrevet at dette er en utmerket måned for å vekke medfølelse i oss." (Malfuzat, bind 4, s. 256). Derfor er denne måneden som våren, for vår åndelighet. Hadrat Abu Huraira (ra) fortalte at profeten Muhammad (sa) sa:

"Når ramadan begynner, åpnes himmelens porter, og helvetets porter lukkes, og Satan blir lenket" (Sahih Muslim, Kitab al-saum).

Denne måneden er en anledning til å skape nærhet til Gud og profeten Muhammad (sa). Hadrat Salman Farsi forklarer at profeten (sa) sa følgende om den siste natten, før begynnelsen av ramadan:

"Å mennesker, dere står overfor en måned som er stor i ærbødighet og høytidelighet. Ja, det er en velsignet måned som er bedre enn tusen måneder" (Mishkat al-Masabih, Kitab al-saum). Deretter sa Profeten Muhammad (sa) følgende: *"Ramadan er tålmodighetsmåned, paradisets belønning oppnås gjennom tålmodighet og medfølelse. I dens første del er det barmhjertighet, i den midterste delen er det tilgivelse, og i den siste delen er det redning fra ilden"* (Shu'ab al-Iman).

Dette er måneden for tålmodighet, og paradisets belønning oppnås gjennom tålmodighet. Dette er også en forsoningsmåned, med den første delen preget barmhjertighet, den midterste delen preget av tilgivelse, og den siste delen preget av beskyttelse mot ilden.

I en hadith lærer vi at Allah sier: *"Fasten er for meg, og Jeg er belønningen for den."* (Sahih Bukhari, Kitab al-saum).

<u>Fasten har noen spesielle egenskaper:</u>

- Ramadan begynner med at Allah, den barmhjertige, ser på den første natten med mildhet. Den som får Hans mildhet, vil ikke bli straffet.
- Om natten er den fastendes ånde visselig mer velluktende hos Allah, enn duften av moskus.
- Englene ber om tilgivelse for de fastende, både dag og natt.

stund, dro Effendi Sahib tilbake til Egypt. Han fikk senere en sønn, som fikk navnet Jalal-ud-Din. Han fikk deretter enda en gutt med navnet Shamsuddin og en jente med navnet Aisha. Jalal-ud-Din, som var sekretær for Khudam Al-Ahmadiyya Kairo og et stolt vesen av landet, døde i en alder av bare 22. Egypts president Gamal Abdel Nasser sendte også sin kondolansemelding for dette nasjonale tapet.

Gjennom bønnens velsignelse ble han ikke kun skjenket et barn, men et barn som oppnådde en fremtredende posisjon i sitt samfunn – som en gave fra Allah, den allmektige.

Ved landsbyen Bhagi Nangal, nær Qadian bodde det en mann; Lachhman Singh som ikke hadde noen barn. En dag spurte han Hadrat Munshi Imamuddin, om han kunne be 2.kalifen om å be for ham. «Be om at Gud skjenker meg en gutt». Til dette sa Hadrat Musleh Maud (ra): "Jeg skal be, og om Gud vil, han vil få barn." Etter en stund ble det født en gutt, og denne gutten ble senere den første personen i landsbyen som mottok formell utdanning.

Livet til Hadrat Musleh Maud (ra) er fullt av slike hendelser. Han hadde et sterkt forhold til Allah og den spesielle støtten fra Gud, den allmektige, er tydelig. Hudoor (ra) fortalte selv om en hendelse: «Da Chaudhry Fateh Muhammad kom fra provinsen, så Dr. Mir Muhammad Ismail på øynene hans og fortalte at det er lite sannsynlighet for å redde det venstre øyet hans, samtidig som det høyre øyet også blir dårligere." Hudoor (ra) forteller videre; «Jeg ble bekymret, spesielt fordi Chaudhry er en meget arbeidsom person. Da jeg ba, fikk jeg en visjon om at øynene hans er blitt bra igjen. Om morgenen fortalte jeg om denne drømmen til legen, og etter å ha undersøkt ham sa han at sykdommen er redusert, og synet hadde blitt skarpere.

Et tegn på aksept av Hadrat Musleh Mauds (ra) bønner, fant sted kort tid etter etableringen av Pakistan, under de vanskelige omstendighetene. Hadrat Nawab Muhammad Abdullah Khan, som tjente som sjefsoffiser, fikk et alvorlig hjerteinfarkt. Infarktet var så alvorlig at legene ble bekymret. Hadrat Musleh Maud (ra) var opptatt med å be til Allah. Hadrat Nawabs hjerte var ikke funksjonelt og tegnene på liv var nesten borte, men Gud aksepterte 2.kalifens (ra) bønner og han kom seg igjen. Legene pleide å si at vi har lest om et slikt hjerteinfarkt i bøker, men vi har aldri vært vitne til det selv. Etter flere måneder ble han i stand til å gå og levde deretter på mirakuløst vis et sunt liv i tretten år.

Muhammad Rafi, skriver at i 1930 ble barnet hans så syk, med blodig dysenteri, at legen ble hjelpeløs. Han ba Hadrat Musleh Maud (ra) om å be for dette barnet, og fra det øyeblikket begynte barnets helse gradvis å forbedre seg, og i løpet av noen få dager hadde han fullstendig kommet seg.

Ghulam Nabi, den tidligere redaktøren av magasinet «Al-Fazl», har fortalt at han giftet seg 31. desember 1914. Han hadde ikke fått barn, til tross for at det hadde gått mange år. Mukarram Ghulam Nabi forteller at han etter oppfordring om at man bør henvende seg til kalifen for at han skal be for en, gjorde nettopp dette. Han ble senere velsignet med en jente.

Må Gud, den allmektige, gi oss styrke til å skape en forandring i livene våre ved å innse velsignelsene av å ha et godt forhold til samtidens kalif. Amen.

Kilde: Al-Fazl International, 20. februar 1998 til 26. februar 1998

Noen hendelser fra livet til den 2.kalifen, Hadrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad (ra)

(Alia Mahmood, Majlis Nordstrand)

I 1886 bemerket den utlovede Messias (as), hinduene sin forespørsel fra Qadian om et spesielt tegn foran sin Herre. Med dette formålet reiste han til Hoshiarpur, spesielt som følge av en guddommelig instruks, og tilbrakte tid i bønn. Derfor ga Allah ham æren av å akseptere hans bønner og ga ham budskapet om en sønn. Denne sønnen var ikke bare et levende mirakel av bønnene til den utlovede Messias (as), men denne lovede sønnen var også et tegn på aksept av hans bønner og hendelsene i hans forhold til Gud. Den utlovede Messias (as) forklarer filosofien om aksept av bønner:

"Når Allah opphøyer noen til kalifens embete, øker Han aksepten av hans bønner, for hvis hans bønner ikke blir akseptert, blir hans eget valg miskreditert." (Mansab Khilafah, s. 32)

Derfor fortsatte mirakuløse tegn på å manifestere seg gjennom enhver periode av kalifatet. Det er mange slike hendelser i historien. En hendelse som viser dette, omhandler studielivet til Hadrat Chaudhry Asadullah Khan, den tidligere lederen til Ahmadiyya muslimsk trossamfunn i Lahore. Han dro til Storbritannia for å studere i 1928. Han syns studiet var tøft og hadde nærmest tenkt å gi opp. Men den 2.kalifen (ra) ba for ham, og takket være Allahs nåde fullførte han det 3-årige kurset på kun 2 år.

Hadrat Chaudhry Asadullah Khan skriver følgende: «Da jeg kom ut av eksamenslokalet og sammenlignet svarene med andre studenter, innså jeg at oppgaven min ikke var kvalitetsmessig god». Den 2.kalifen (ra) hadde skrevet følgende til ham: "Jeg ber, Allah vil helt sikkert gjøre deg vellykket." Dette svaret gjorde ham rolig og han viste dette til sine venner. Da resultatet kom, var karakterene hans høyere enn vennenes.

Chaudhry Asadullah Khan, skriver videre: «noen år før oppdelingen av India ble jeg alvorlig syk og ble så svak på grunn av blodmangel. En dag kom Hadrat Musleh Maud (ra) på besøk og spurte: "Vil du gå på møtet?" Jeg svarte irritert: Hvilken ahmadi finnes det der ute som ikke vil gå på møtet?" Hudoor (ra) så på meg og sa: "Du vil helt sikkert komme til møtet om Gud vil». Det endte med at jeg ble bedre, og var frisk nok til å dra på møtet.

Faiz Alam fra Dhaka fortalte en trosinspirerende hendelse om Hadrat Musleh Mauds (ra) bønner. Han fortalte at kona hans led av en uhelbredelig gynekologisk sykdom, og til tross for flere behandlingsmetoder spredte sykdommen seg. Faiz Alam forteller videre: «Til slutt skrev jeg et brev til Hadrat Musleh Maud (ra) og fortalte om situasjonen». Deretter, ved Allah nåde, ble hun helbredet (fra en uhelbredelig sykdom), og senere velsignet med et barn.

Kalifatet er en kilde til velsignelser og tjenester for hele verden, og kalifatets bønner blir akseptert. En oppriktig ahmadi fra Egypt, Abdul Hameed Khursheed Effendi, kom til Qadian for 40 dager, i 1938. Han fortalte at til tross for at han hadde vært gift i 12 år, hadde han ikke barn. Den 2.kalifen (ra) lovet å be for ham, og etter noen dager da Effendi møtte Hudoor (ra) sa han: "Jeg har bedt for deg, Allah vil gi deg et barn». Etter å ha oppholdt seg i Qadian en

I sin tale 17. november 2023, informerte vår nåværende kalif, om henrettelsen til Ka'b bin Ashraf, som var en høvding i Medina. Han hadde tidligere inngått fredsavtale med Den hellige profeten (sa), men senere viste han sterk motstand mot islam. Han lagde hemmelige planer mot muslimene og konspirerte for å drepe Den hellige profeten (sa). Hans handlinger skapte uro og situasjonen eskalerte etter slaget ved Badr. Han ønsket at islam skulle forsvinne og at befolkningen skulle vende tilbake sin tidligere tro. Han var rasende da muslimene vant slaget ved Badr. Han spredte hat mot islam og bidro til en farlig situasjon for muslimene. Som respons på eskaleringen ønsket profeten (sa) å håndtere trusselen som Ka'b bin Ashraf utgjorde. For å unngå en borgerkrig, ble kun noen få individer vitne til henrettelsen. (Sattar, 2023). Her kan vi igjen se rettferdigheten i handlingen til Den hellige profeten (sa). Ka'b bin Ashraf brøt først fredsavtalen, startet voldshandlinger og uro i Medina, og oppfordret til krig i landet. Det var nødvendig å straffe ham for disse handlingene, og profeten Muhammad (sa) viste rettferdighet ved å håndtere saken på denne måten. For å kunne opprettholde fred i landet var det nødvendig for profeten (sa), å utføre henrettelsen av Ka'b bin Ashraf.

Mennesker har rett til å beskytte seg selv, men islam lærer oss at vi ikke skal initiere vold. Tidligere ble det nevnt at det ikke var muslimene som startet uroen, og de reagerte kun da situasjonen eskalerte ut av kontroll. Ved å ha profeten Muhammad (sa) som et forbilde kan vi lære at muslimer bør fremme fred, og ikke bidra til eskalering av uro og hat.

Vi kan observere gjennom medier og annen informasjon, at det er utallige uskyldige sivile som lider uten grunn. Med dagens farlige våpen og krigsteknologi har ødeleggelsen av menneskeheten økt. Dette er grunnen til at islam forbyr krig og vold, og understreker at samfunnet må samarbeide for å stoppe dette. Samfunnet består av individer som kan tenke og handle selv, og mange av disse individene er muslimer. Dersom vi som muslimer velger å følge Guds ord, profetens lære og etterligne hans handlinger, kan vi ha sjansen til å overbevise andre om å gjøre det samme som i slaget ved Badr. Hvis vi som muslimer velger å følge i den hellige profetens (sa) fotspor og bruker vår tid i Guds tjeneste, kan vi påvirke handlingene til menneskene rundt oss. Dette kan potensielt bidra til å bekjempe hatet som sprer seg mellom ulike religiøse samfunn.

Kilder:

- https://www.alislam.org/library/articles/Benevolance-of-the-Holy-Prophet.pdf
- *Marking the spread of generosity and compassion*. (n.d.). Islam Ahmadiyya. https://www.alislam.org/articles/spread-generosity-compassion/
- Sir William Muir, *Life of Mohammad*, (Edinburgh, UK: Oliver and Boyd, 1923) 233-234
- Dahri, M. (2023, November 7). *What does Islam say about Prisoners of War?* The Review of Religions. https://www.reviewofreligions.org/44108/what-does-islam-say-about-prisoners-of-war/
- Abu Ja'far Muḥammad bin Jarir Al-Ṭabari, *Tarikh al-Rusul wa al-Muluk*, Vol 3 (Beirut, Lebanon: Dar al-Fikr, 2002) 40
- *Badr*. (n.d.). Islam Ahmadiyya. https://www.alislam.org/book/muhammad-seal-prophets/badr/
- Sattar, M. (2023, November 17). *Friday Sermon Summary 17th November 2023: 'Events from the Life of the Holy Prophet (sa) & Prayers for Palestine.'* The Review of Religions. https://www.reviewofreligions.org/44626/friday-sermon-summary-17th-november-2023-events-from-the-life-of-the-holy-prophet-sa-prayers-for-palestine/

Profeten Muhammad (sa) – en rettferdig person

(Naila Nasir, Majlis Nordre Follo)

Temaet for denne artikkelen er rettferdigheten til vår ærverdige profet Hadrat Muhammad (sa). Dagens samfunn er preget av krig, vold og uro. Derfor er det svært viktig, spesielt i disse tider, at vi som ahmadier sprer budskapet om fred og rettferdighet. Samtidig som vi bruker stemmen vår til å motarbeide urettferdigheten som preger verden.

Mange av oss har på et tidspunkt i livet kommet over verset fra Den hellige Koranen som beskriver profeten vår som en velsignelse for alle folkeslag, men samtidig lurt på hva dette innebærer. Allah svarer på dette i Koranen, i kapittel 33, vers 22, hvor Han i korte trekk påpeker at muslimer har et utmerket forbilde, altså det menneske som frykter Gud og dommedagen, og husker Allah til enhver tid.

Profeten Muhammad (sa) var en barmhjertig profet og tilbragte all sin tid i tjeneste for Allah. Han er beskrevet som det menneske som Allah oppfordrer oss, som muslimer, til å etterligne. I Koranen (9:128) blir profeten beskrevet som en som var opptatt av velferden til andre mennesker, barmhjertig og nådig. Han ønsket det beste for andre og ba for deres åndelige fremgang.

Vår nåværende kalif, Hadrat Mirza Masroor Ahmad (aba), informerte oss i sin tale 17. mars 2012, om at vi kan lære fra tradisjonen til Den ærverdige profeten, ved å vise nåde og barmhjertighet til andre. (*Marking the Spread of Generosity and Compassion*). En sann muslim, som tilber Gud, kan aldri ønske i sitt hjerte å skade andre eller gjøre noe vondt.

Dagens samfunn er sterkt preget av vold, krig, og av og til kan man føle at det ikke vil ende. Mennesker går mot hverandre. Vi former sterke meninger om hverandre og er ikke lenger villig til å høre på hverandre. Hatet for hverandre begynner å vokse, og vi har glemt prinsippet om å vise respekt og stå opp for det som er riktig. Vi kan ta krigen i Palestina som et eksempel. Islam lærer oss at selv i krig skal muslimer være forsiktig i sin atferd og følge de reglene som islam setter for krig. Krigen eskalerte først når Hamas angrep Israel 7. oktober, 2023 og fanget flere gisler. Hvis Hamas hevder å følge islam, er det ingen rettferdiggjørelse for det som tok sted den 7. oktober. Ifølge islam kan ingen gisler bli tatt med mindre to parter er involvert i kamp, og heller ikke angripe sivile. Dette er forbudt i islam. (Dahri, 2023)

I islams historie ble det for første gang tatt gisler etter den første krigen mellom muslimene og befolkningen i Mekka, også kjent som slaget ved Badr. Når disse fangene ble tatt, ga vår ærverdige profet (sa) ordre om å behandle dem vennlig, og sørge for at de alltid ble godt ivaretatt. En av fangene som ble tatt, var Abu Aziz bin Umair. Han beskrev hvordan han på grunn av profetens instruksjoner ble tildelt mat. Dette illustrerer profetens rettferdighet i behandlingen av gislene. I boka *«The life of Muhammad»* av sir William Muir blir det beskrevet hvordan innbyggere i Medina mottok fangene med vennlighet. Fangene fortalte selv at de fikk ri, og selv maten var begrenset fikk de alltid noe å spise. De som derimot tok dem til fange, spiste kun dadler og gikk til fots. Ved å betrakte denne behandlingen ble flere av fangene overbevist om å konvertere til islam, og ble løslatt umiddelbart. Selv om det var muslimene som vant slaget ved Badr, viste de respekt og omsorg for fangene. Dette er bare et av mange eksempler som lærer oss hvordan vi skal følge profetens (sa) unike eksempel.

Stedet for hans komme er nevnt som "Kad'a", en forkortelse for Qadian, og det er det Den hellige profeten (Allahs velsignelser og fred være med ham) hentydet til.

Den utlovede Messias (as) sier at mange tragedier også var spådd, hvorav de himmelske tragediene manifesterte seg som pest og dysenteri. Pesten var en så stor lidelse at det rystet regjeringen. Det førte til ødeleggelser gjennom flere år. En som er utvalgt av Gud, må vise tegn på sin sannhet, og tegn på Lekh Ram var ikke noe mindre tegn. Også med hensyn til konferansen for de fremtredende religionene, hadde Allah informert ham mange dager i forveien om at hans tale ville utmerke seg. De som overvar denne store konferansen, vitnet om at det ikke var en overdrivelse på forhånd. Det som skjedde var som forutsagt.

Den utlovede Messias (as) sier: «Jesus Kristus kom ikke med en ny lov; han kom kun for å oppfylle læren i det gamle testamentet, på samme måte som Messias for Muhammad. Dispensasjon gir ingen ny lov, men kommer snarere for å gjenopplive islams lære for å spre den, og fullføre dens veiledning. Dette er tidspunktet for spredning av Den hellige Koranens veiledning. Derfor er det mange muligheter for å oppnå dette, som den økende tilgjengeligheten av trykkpresser og kontinuerlig innovasjon på dette området. Postsystemer, telegrammer, fly og aviser har gjort hele verden til én by. All denne utviklingen muliggjør spredning av islams lære, slik Den ærverdige profeten (sa) brakte den, over hele verden».

Den utlovede Messias (as) sier: «Nå, når du tar hensyn til alle disse utviklingene, kan en vis person avvise min påstand, eller krever det fortsatt full ettertanke og betraktning? Har ikke min hevdelse kommet i det fjortende århundret? Selv om jeg ikke hadde kommet, ville et fornuftig og gudfryktig menneske fortsatt vært på utkikk etter noen på slutten av århundret. Nå som 20 år har gått, bør folk være mer bekymret for dette. Nåværende uro er nok for å rope ut etter en reformator. Be til Gud i din bønn om at Han skal åpenbare sannheten for deg. Jeg er sikker på at hvis en person kvitter seg med alle disse fordommene og vender seg til Gud for å søke sannheten, vil det ikke ta engang førti dager før sannheten åpenbares for ham».

Hadrat Musleh Maud (ra) sier: «Når motstanden mot trossamfunnet vokser, vokser også trossamfunnet. Når opposisjonen vokser, er det også en økning i Guds uforklarlige hjelp og støtte. Når noen pleide å si til den utlovede Messias (as) at det er mye opposisjon i området deres, pleide han (as) å svare at dette er et tegn på fremgang».

Folk fra alle religioner motsatte seg den utlovede Messias (as), men han brydde seg ikke om noen av dem, og fortsatte å kunngjøre sine påstander. Den utlovede Messias (as) pleide å si at enkelte folk plager og forfølger profetene, så mye at de gjør deres liv umulig for dem å leve. På en annen side oppdaget en del av samfunnet at det ikke var hensiktsmessig å plage dem på denne måten. Faktumet er at profetene selv ikke kan forlate verden alene. Selv om folk ikke forfølger dem, vil de likevel søke kontakt, og forsøke å vekke deres oppmerksomhet, med vilje eller interesse, uavhengig av hvor mye de må ofre.

Hudoor (aba) sa: «Muslimer og ikke-muslimer prøvde å ødelegge den utlovede Messias (as), men resultatet er at hans tilhengere nå er spredt i over 212 land. Hvis dette ikke er et tegn på hans sannhet, hva kan det da være?»

Den utlovede Messias (as) sier: «Husk at Guds løfter er sanne. Han sendte en advarer inn i verden i samsvar med Hans løfter, men verden tok han ikke imot. Likevel vil Gud akseptere ham, og åpenbare sin sannhet gjennom mektige tegn. Jeg forteller deg sannheten om at jeg har kommet som den utlovede Messias i tråd med Guds løfte. Godta meg hvis du vil eller avvis meg, men din avvisning er ikke til nytte, for Guds vilje vil fortsatt finne sted»

Til slutt fordømte og utrykte Hudoor (aba) sorg med tanke på den tragiske hendelsen med terrorisme i New Zealand, i forrige uke.

Hudoor (aba) informerte deretter trossamfunnet om bortgangen til Maulana Kurshid Ahmad Anwar, Wakilul Mal av Tahrik Jadid i Qadian; bortgangen til Tahir Hussain Munshi, nestleder i Fiji; og bortgangen til Musa Sisko fra Mali.

Utdrag fra fredagsprekenen holdt av Hadrat Khalifatul-Masih V (må Allah være hans Hjelper) 22. mars 2019, fra Baitul Futuh moskéen, London.

(Oversatt av Mahira Karim, Region Buskerud)

Vår imam, Hadrat Khalifatul-Masih V (må Allah være hans Hjelper) sa følgende:

23. mars er hedret i trossamfunnet vårt som *«Yaum Maish Ma'ud»* eller *«utlovede Messias' dag»*. I dag skal jeg presentere noen av den utlovede Messias' (fred være med ham) uttalelser der han utdypet behovet for Messias' komme, forholdene som var utbredt på den tiden, hans egne hevdelser og tegnene som ledsaget hans ankomst. I en av hans kuplett sier han følgende:

«Det er tid for Messias, for ingen andre;
hadde ikke jeg kommet, ville noen andre ha kommet!»

Dette indikerer at forholdene i den rådende tid krevde at noen skulle komme og ta tak i krisen islam befant seg i. Den utlovede Messias (fred være med ham) uttalte følgende: kalifen som viste seg fjorten hundre år etter Moses, var Jesus fra Nasaret. Derfor var det også nødvendig at Messias innenfor islamsk dispensasjon skulle komme i det fjortende århundret. Vismenn som mottok gudommelige åpenbaringer hevdet også at dette er århundret for den utlovede Messias' ankomst. For eksempel uttalte Hadrat Waliullah Shah Sahib at tegnene på den utlovede Messias' ankomst har blitt oppfylt. Den utlovede Messias (fred være med ham) sa: Gud har gjort en stor tjeneste på denne tidsalderen ved å sende en mann som nå snakker til dere, og inviterer dere til lyset.

Hudoor (må Allah være hans Hjelper) uttalte: Husk alltid at islam kun kan spres gjennom de som er sendt av Gud, og dette er en gudommelig befaling. Hudoor (aba) sa: «Sol -og måneformørkelsene kunngjorde tidspunktet for hans ankomst. Disse tegnene kom fra Gud, fri fra menneskelige intriger. Enhver en som reflekterer over dem, uansett hvor stor logiker en måtte være, vil konkludere med at dersom tegnene er oppfylt, må de gjelde for noen.»

Den utlovede Messias (as) sa: «Et annet tegn på hans advent var at en komet skulle dukke opp, den samme kometen som viste seg i Messias av Nasarets tid. Nå har denne kometen dukket opp, den som en gang kom for å informere israelittene om Messias sin komme. Når vi leser Den hellige Koranen finner vi også profetier som følgende: وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۝
«Og de ti måneder gamle kameler forsømmes, og når de ville (skapninger) samles sammen» (81:5-6)

Det vil si at når tidspunktet for Den Utlovede Messias' advent er kommet, vil ville dyr samles sammen. Dette refererer til opprettelsen av dyreparker. En annen profeti er om utbredelsen av utdanning, utryddelse av noen urfolk, og sammenføying av havene. Det er også profetien om kvinner som tidligere er blitt berøvet sine rettigheter, og som vil begynne å stille spørsmål ved hvilke forbrytelser de er straffet for. Det var forutsatt at bøker ville bli publisert og spredt. I dag er pressen og mediene bevis på at dette faktisk er den Utlovede Messias sin tid. Den hellige Koranen inneholder profetier, relatert til dette. Med hensyn til profetien om at kameler ville bli gjort ubrukelige, sier den utlovede Messias (as) at nye transportmidler vil bli oppfunnet som vil gjøre kamelreisen unødvendig. Det er også nedskrevet at vanningskanaler vil bli gravd og bøker vil bli publisert i stor skala. Alle disse tegnene gjelder denne tidsalderen.

Når det gjelder hvor den utlovede Messias skulle dukke opp, er anti-krists advent spådd å finne sted i øst, som refererer til India. Forfatteren av *Hijaj-ul-Kiramah* skriver at ondskapen til *Dajjal* (anti-krist) har gitt sitt utspring fra India, derfor vil også den utlovede Messias (as) vises hvor *Dajjal* viser seg.

Utsagn fra den utlovede Messias' (as) skrifter:

Sann moral

Kort sagt kan man ikke kalle en persons handlinger for moralske dersom de kun er underlagt hans naturlige impulser. Første trinn i et moralsk vesens liv; det vil si et vesen, hvis handlinger kan betraktes som gode eller dårlige, er det trinnet hvor det er i stand til å skille mellom gode og dårlige handlinger, eller gode og dårlige handlinger av forskjellig grad. Dette finner sted når tankeevnen er tilstrekkelig utviklet til å fatte de generelle ideer, og forstå de mer langsiktige følgene av en handling. Et slikt menneske er lei seg når det har latt en mulighet til å gjøre godt stå ubenyttet, eller det føler anger og fortvilelse dersom det har gjort noe dårlig eller ondt. Dette er andre trinn i menneskets liv; det Den hellige Koranen kaller den selvanklagende sjel (de fleste er vel bedre kjent med utrykket «samvittighet»). Men man må huske på at bare ren formaning ikke er nok for at den helt uutviklede skal nå frem til dette.

Vedkommende må også ha så mye kunnskap om Gud at han forstår at Guds skapelse av ham ikke er ubetydelig eller meningsløs. En slik erfaring av Gud foredler sjelen, og bare den kan føre til sant moralske handlinger. Sammen med formaninger og advarsler bringer Den hellige Koranen derfor sann gudserkjennelse. Den forsikrer menneskene om at enhver handling bærer frukt; i dette liv bevirker den enten åndelig lykke eller pine, mens det i det kommende liv venter en klarere og mer håndgripelig belønning eller straff. På dette utviklingstrinnet vil altså menneskets fornuft, samvittighet og erkjennelse ha nådd det stadium at det overveldes av anger når det gjør det onde, og det er ivrig etter å gjøre det gode. Det er på dette trinnet man kan begynne å kalle et menneskes handlinger for moralske.

Det er her nødvendig med en definisjon av ordet *Khulq* (moral). Det finnes to ord som er like, med unntak av vokallyden. Det ene ordet er *Khalq*, som betyr den ytre skapelse, og det andre er *Khulq*, som betyr den indre skapelse eller den indre egenskap. Da indre fødsel eller skapelse fullkommengjøres gjennom moralsk fullkommenhet og ikke gjennom menneskets medfødte lidenskaper, står *Khulq* for moralske kvaliteter ikke naturlige impulser.

(Fra Islamske Grunntanker,side 25 – 26)

بسم الله الرحمن الرحيم

Vers fra Den hellige Koranen:

يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

Oversettelse: Å dere som tror, det er foreskrevet dere å faste, liksom det var foreskrevet dem før dere, for at dere skal bli rettferdige. **(Sura Al-Baqarah 184)**

Hadith

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ۔

(حديقة الصالحين: ص312)

Oversettelse: Hadrat Abu Huraira (ra) beretter at Den ærverdige profeten (sa) har sagt at når måneden ramadan begynner, blir dørene til paradiset åpnet, og dørene til helvete blir lukket, og satan blir satt i lenker.

Brev fra hudoor (aba) til Lajna Imai'llah Norge

L-s: 1161

Dato: 02.05.2024

Kjære Sadr Sahiba, Lajna Imai'llah Norge,

اَلسَلامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ اَللهِ وَبَرَكاتُهُ

Assalamo alaikum warahmatullah wabarakatuhu.
Fred være med dere, samt Allahs barmhjertighet og velsignelser.

Jeg har mottatt Zainab, utgaven for oktober til desember 2023. JazakumAllah Ta'Allah.

I magasinet er det tatt med artikler på både urdu og norsk som er av høy kvalitet. Her er det kunnskap om religionen, Lajna Ima'illahs essensielle ansvar i det nye århundret, om livet til de velsignede kvinnene i familien til Den utlovede Messias (as) – samt beretninger om deres liv er tatt med. Jeg ber for at sammendraget av fredagsprekener, spørsmål & svar som er tatt med fra møtene til Waqfat og Waqfeen, samt artiklene om kunnskap og oppdragelse som er tatt med i Nasirats sider – at alle Lajna og Nasirat vil dra nytte av dette.

Må Gud akseptere alle iherdige forsøk fra kunnskapsavdelingen og skjenke dere fremgang. Amen.

Jeg ber om at min kjærlighetsfylte hilsen videreformidles til alle Lajna og Nasirat.

Wassalam,
Mirza Masroor Ahmad
Khalifatul-Masih V

Innholdsfortegnelse

Brev fra hudoor (aba) til Lajna Imai'llah Norge........2

Vers fra Den hellige Koranen................................3

Hadith...3

Utsagn fra den utlovede Messias' (as) skrifter.........4

Utdrag fra fredagsprekenen.................................5

Profeten Muhammad (sa) – en rettferdig person.....7

Noen hendelser fra livet til den 2.kalifen...............9

Måneden ramadan er velsignet............................11

Fakta om Ramadan..13

«Tiden var kommet for Messias AS sitt komme»....14

Hadrat Sayyida Sarwar Sultan Sahiba...................16

Helse Avdeling..18

Waqfat Nau Avdeling..19

Nasirats Sider...23

ZAINAB

Amir AMJ Norge

Zahoor Ahmed CH

President Lajna Imai'llah Norge

Annum Saher Islam

Redaktør Urdu-del

Mansoora Naseer

Redaktør Norsk-del

Sarah Rafiq (Nasirat)
Shaista Basit

Grafisk Design

Mahruch Ahmad Fawzi
Zoya Smamah Shahid

Baitun Nasr Moské
Sørens Bulls vei 1,
1051 Oslo
Kontakt@ahmadiyya.no

ZAINAB

Lajna Ima'illah Norge

Januar til mars 2024

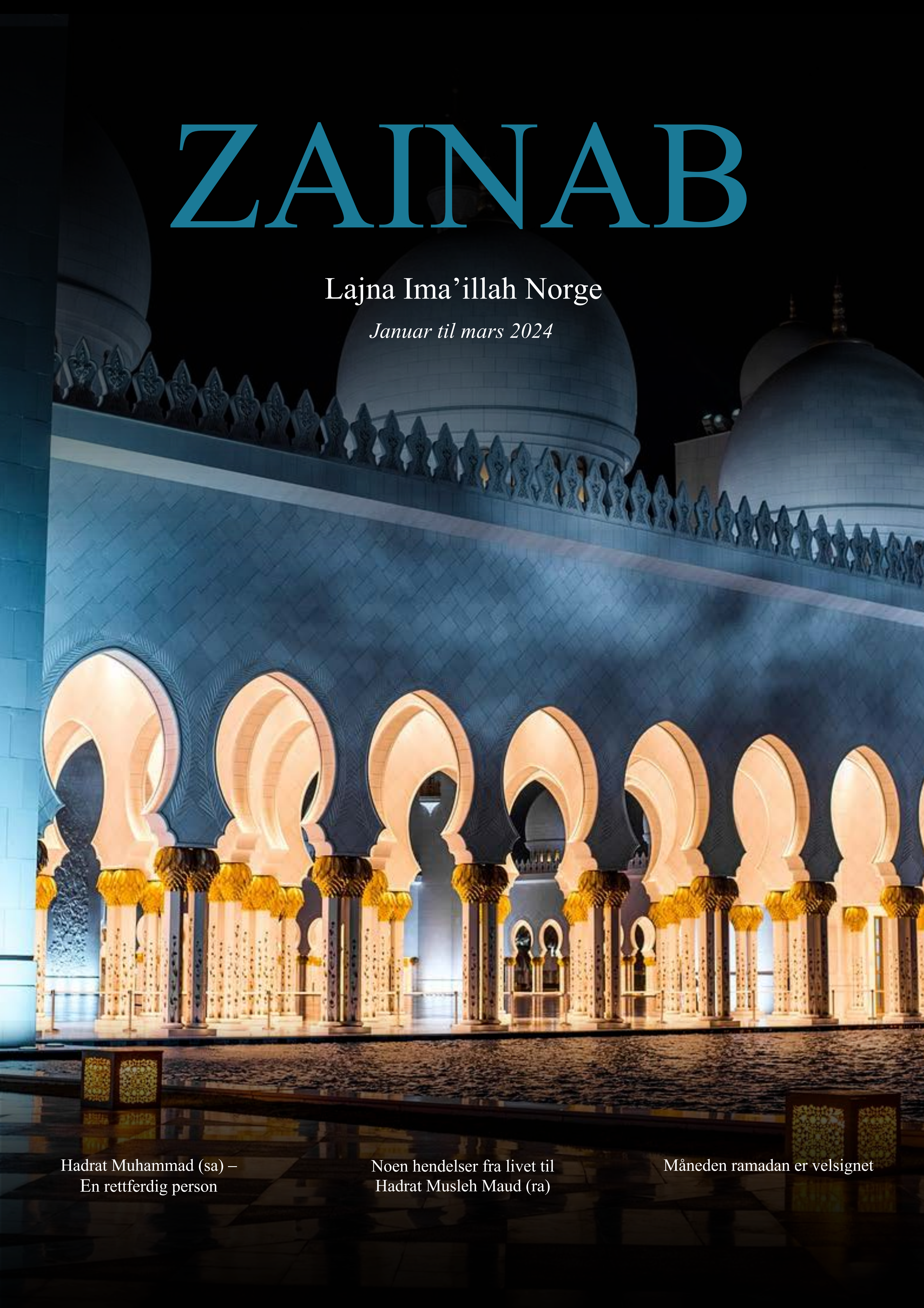

Hadrat Muhammad (sa) –
En rettferdig person

Noen hendelser fra livet til
Hadrat Musleh Maud (ra)

Måneden ramadan er velsignet